ماہنامہ نعت لاہور
نعتیہ مسدس
KHALID

ماہنامہ نعت لاہور

جلد ۴ جولائی ۱۹۹۱ء شمارہ ۷

نعتیہ مسدس

(حصہ اول)

ایڈیٹر: راجا رشید محمود

معاون: شہناز کوثر

مشیرِ خصوصی: چوہدری رفیق احمد باجوہ ایڈووکیٹ

خطاط: جمیل احمد قریشی تنویر رقم
خلیل احمد نوری

منیجر: اظہر محمود

قیمت ۱۵ روپے (فی شمارہ)
۱۶۰ روپے (زرِ سالانہ)

پرنٹر: حاجی محمد نعیم کھوکھر۔ جیم پرنٹرز۔ لاہور

پبلشر: راجا رشید محمود

بائنڈر: خلیفہ عبدالمجید۔ بک بائنڈنگ ہاؤس، ۳۸۔ اردو بازار۔ لاہور

اظہر منزل۔ مسجد سٹریٹ نمبر ۵۔ نیو شالامار کالونی۔ ملتان روڈ
لاہور (پاکستان) پوسٹ کوڈ ۵۴۵۰۰

(منظر رقم)

فون: 463684

میری یہ تجھ سے عرض ہے، اے ربِّ کردگار!
توفیق دے مجھے کہ میں تا عرصۂ شمار
مدح و ثنائے مولاؐ کیے رکھوں اختیار
میرا یہی طریق ہو، میرا یہی شعار
محشر میں جب فرشتے عمل تولنے لگیں
نعتیں مِرے حساب میں خود بولنے لگیں

راجا رشید محمود

خالقِ ارض و سما نے اُن کو یہ رُتبہ دیا
خود بھی تھا لیکن رحیم آقاؐ کو بھی فرما دیا
اس کو جو کہنا تھا، وہ محبوبؐ سے کہلا دیا
کون کہہ سکتا ہے، اُن کو کیا دیا، کتنا دیا
ہم سر و ہمتا خدا کا بھی کوئی ممکن نہیں
ثانی میرے مصطفیٰؐ کا بھی کوئی ممکن نہیں

راجا رشید محمود

فہرست

مضمون

اُردو نعتیہ مسدس — تحریر۔ راجا رشید محمود — ۵

مسدّس نگار

آذر جالندھری	۸۰	میر انیس	۳۳
سید آلِ رضا	۱۲	اوج گیاوی	۷۸
اثر زبیری	۱۶	بشن سنگھ بیکل	۸۱
واجد علی شاہ اختر	۷	تسلیم امرتسری	۱۲
اختر الحامدی	۵۵	جگر مراد آبادی	۳۵
گر سرن لال ادیب	۲۴	جوش ملیح آبادی	۳۶
ادیب رائے پوری	۷۹	الطاف حسین حالی	۳۷
ارشد دہلوی	۷	حسن رضا بریلوی	۵۶
ارمان اکبر آبادی	۴۸	حیدر گردیزی	۹۶
اطہر صدیقی	۲۱	حیدر مچھلی شہری	۱۸
افضل منہاس	۹۵	خادمی اجمیری	۶۶
علامہ محمد اقبال	۹	مسعود رضا خاکی	۸۲
اکبر الہ آبادی	۲۷	خالد عرفان	۸۳
امجد حیدر آبادی	۳۱	خاور رضوی	۶۵
امیر مینائی	۲۸	احسان دانش	۳۹
انصار الہ آبادی	۱۵	میرزا دبیر	۳۴
سید انعام الحق	۱۶	خواجہ دل محمد	۱۱، ۸۷
سید انور علی انور	۱۷	رافت رامپوری	۶
انور جمال	۵۳	اقبال راہی	۲۰

رحمان کیانی ۵۷
رشک ترابی ۲۲
سید ہاشم رضا ۱۳
پیارے لال رونق ۲۳
ریاض حسین چودھری ۸۵
سیف زلفی ۵۹
ساغر مشہدی ۶۱
سراج لکھنوی ۴۲
سریر کابری ۸۶
سیماب اکبر آبادی ۴۱
شاد عظیم آبادی ۴۳
شارق ایرایانی ۱۴
شاہد الوری ۱۹
شائق دہلوی ۹
شمس پیسوی ۱۶
شریف شیوہ ۸۸
چندی پرشاد شیوا ۲۳
آغا صادق ۱۵
صہبا اختر ۶۳
علامہ ضیاء القادری ۱۳
ظریف جبلپوری ۱۱
ظہیر احمد ظہیر ۲۲
عبدالمجید صدیقی ۹۰
عبرت صدیقی ۱۷
عزیز حاصلپوری ۱۸
عشرت گورداسپوری ۱۸
عنایت گورداسپوری ۱۹
فدا خالدی ۶۷
فدا نثار لکھنوی ۸۹
قیصری کانپوری ۷۱
جگن ناتھ کمال ۹۱
لیث قریشی ۲۰
ماہر القادری ۴۵
ماہر الحمیدی ۲۲
محسن کاکوروی ۴۷
محشر بدایونی ۷۵
محشر رسول نگری ۴۹
راجا رشید محمود ۲
ع س مسلم ۲۰
مظفر وارثی ۷۳
ممتاز گنگوہی ۶۸
منظر غازی آبادی ۹۳
شیشور پرشاد منور ۲۴
میر تقی میر ۶
حنیف نازش قادری ۹۴
ناظر حسین ناظم ۸
نشور واحدی ۱۵
سعادت نظیر ۷۷
شفیع الدین نیر ۱۸
نیر الہ آبادی ۲۱
واصف علی واصف ۲۱
عزیز جنگ ولا ۸
ہلال جعفری ۶۰
نیاز فتحپوری ۵۱

اُردو نعتیہ مسدّس

تحریر: راجا رشید محمود

شعری ہیئت کے لحاظ سے عام طور پر مُسدّس کے پہلے چار مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں اور آخری دو مصرعے آپس میں ہم قافیہ ہوتے ہیں۔ پہلے مصرع سے مضمون کا آغاز ہوتا ہے۔ دوسرے اور تیسرے مصرعوں میں اس مضمون کو آگے بڑھایا جاتا ہے اور چوتھا مصرع ایک حد تک مضمون کو اپنے نقطۂ عروج تک پہنچا دیتا ہے۔ یہ ارتقا پانچویں مصرعے میں قافیہ کی تبدیلی کے ساتھ جاری رہتا ہے اور چھٹے اور بند کے آخری مصرعے کے ساتھ اپنی انتہا کو پہنچ جاتا ہے۔ اس طرح مسدّس کا ہر بند قاری کی دلچسپی کو نہ صرف برقرار رکھتا ہے، بلکہ بعض اوقات ڈرامائی عُنصر کے ذریعے تحیّر کی وادی کی سیر کراتے ہوئے جذباتی عروج تک پہنچا دیتا ہے۔ اور بہت سے بند مل کر خیال کی رفعت اور مضامین کی ارتقائی کیفیتوں کے ذریعے ایک تأثر انگیز نظم کو جنم دیتے ہیں۔ مسدّس میں جوش و جذبہ اور رفعت و شکوہ کے عناصر کار فرما ہوتے ہیں لیکن بیان میں توازُن، بانکپن اور آہنگ ضروری ہے۔ اس طرح یہ شعری ہیئت بصارت یا سماعت کے راستے دل کو مُٹھی میں لے لیتی ہے اور قاری یا سامع پر گہرا اور دیرپا اثر چھوڑتی ہے۔

"مسدّس" اگرچہ بُنیادی طور پر عرب کی ملکیت ہے، مگر وہاں نعت کے حوالے سے اس صنفِ سخن میں طبع آزمائی نہیں کی گئی۔ فارسی نے اردو کو بہت کچھ دیا ہے، لیکن فارسی نعت گوؤں نے بھی اپنے جذباتِ عقیدت اور احساساتِ منقبت کو مسدّس کی صورت نہیں دی۔ پنجابی میں بابو فیروزدین شرف کا ایک اور پیر فضل گجراتی کے دو نعتیہ مسدّس کے سوا کچھ نہیں ملتا، البتہ اُردو نعت گوؤں کا دامن اس لحاظ سے بھی وسیع ہے۔ انہوں نے دوسری شعری ہیئتوں کے علاوہ اس صنفِ سخن میں بھی نعت کہی اور اپنے آقا و مولا صلّی اللہ علیہ

وآلہٖ وسلم کی ثنا و مدحت میں اس مؤثر صنف سے بھی کام لیا۔ ان میں سے درج ذیل شعرا کے نعتیہ مسدّسوں کے چند بند بطورِ نمونہ الگ الگ صفحات پر دیئے جا رہے ہیں:

آذر جالندھری، اختر الحامدی، ادیب رائے پوری، ارمان اکبر آبادی، افضل منہاس، اکبر اللہ آبادی، امجد حیدر آبادی، امیر مینائی، انور جمال، میر انیس، اوج گیاوی، بشن سنگھ بیکل، جگر مراد آبادی، جوش ملیح آبادی، الطاف حسین حالی، حسن رضا بریلوی، حیدر گردیزی، خادمی اجمیری، مسعود رضا خاکی، خالد عرفان، احسان دانش، میرزا دبیر، خواجہ دل محمد، رحمان کیانی، ریاض حسین چودھری، سیف زلفی، ساغر مشہدی، سراج لکھنوی، سریر کابری، سیماب اکبر آبادی، شاد عظیم آبادی، شریف شیوہ، صہبا اختر، عبدالمجید صدیقی، فدا خالدی، فدا نثار لکھنوی، قصری کانپوری، جگن ناتھ کمال، ماہر القادری، محسن کاکوروی، محشر بدایونی، محشر رسول نگری، راجا رشید محمود، مظفر وارثی، ممتاز گنگوہی، منظر غازی آبادی، حنیف نازش قادری، سعادت نظیر، ہلال جعفری اور نیاز فتحپوری۔ آج تک جن شعرا نے نعتیہ مسدّس لکھے ہیں، اُن میں سے کچھ کا ایک مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے:

میر تقی میر مسدّس کی صورت میں بارگاہِ مصطفوی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں یوں استغاثہ پیش کرتے ہیں: ؎

نیک و بد تیرے ثنا خوانِ ہم
لطف تیرا آرزو بخشِ امم
مُلتفت ہو تُو تو کاہے کا ہے غم
تو رحیم اور مستحقِ رحم ہم
رحمتٌ للعالمینی یا رسولؐ!
ہم شفیعُ المذنبینی یا رسولؐ!

شاہ رؤف احمد رافت رامپوری ۱۸۲۴ء میں فوت ہوئے۔ انھوں نے ایک نعتیہ

مسدّس میں آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے باعثِ تخلیقِ کائنات ہونے کا ذکر یوں کیا ہے: ؎

کر کے نور اس کا خُدا نے پیدا
پھر یہ چاہا کہ بنیں اور اشیاء
ہو گیا کُن سے جو کچھ ہونا تھا
عالمِ امر کا کھینچا نقشہ
واہ کیا کیا رکیا حق نے ظاہر
نُور سے اُس کے اُسی کی خاطر

واجد علی شاہ اختر (م: ۱۸۸۷) ایک مسدّس میں محبوبِ کبریا علیہ التحیۃ والثنا کی تعریف میں یوں زمزمہ پیرا ہوتے ہیں: ؎

سایہ بدن کا پاسِ ادب سے جُدا رہا
محبوبؐ سے ہمیشہ وصالِ خدا رہا
یہ عاشقِ خُدا بھی، خُدا پر فِدا رہا
سایہ سے اپنے دُور رسولؐ ہُدیٰ رہا
دیکھو یہ باغِ نظم جو رغبت ہو سَیر کی
پرچھائیں تک نہیں یہاں مضمونِ غیر کی

ارشد دہلوی ایک مسدّس میں آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نُور کی اوّلیت کے حوالے سے یوں تر زبان ہیں: ؎

لولاکَ لما شان میں اُس ذات کی آیا
اور عرش کی کُرسی سے بلند اُس کا ہے پایہ
جو نُور فرشتوں کی نظر میں نہ سمایا
جس نُور کا تھا عالمِ تقدیس پہ سایہ

اُس نورِ مجرّد کی صِفَت ہو نہیں سکتی
حقا کہ محمدؐ کی صفت ہو نہیں سکتی

شمس العلما نواب عزیز جنگ وِلاؔ کی نظم "تصویرِ نُور" چار سو بند پر مشتمل نعتیہ مسدّس ہے، جس میں آقا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سراپا مبارک کی تعمیمات و تخصیصات اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے شمائلِ اقدس کا بیان ہے۔ کہتے ہیں:۔

وِلاؔ جسمِ مبارک نورِ یزدانی کا پُتلا ہے
جسے خود اپنے ہاتھوں صانعِ قدرت نے ڈھالا ہے
اسی نورِ مجسّم کا مُرقّع یہ سراپا ہے
اسی کا عکس ہے جرمِ قمر، خورشید سایہ ہے
زمیں پر عمر بھر ہم نے نہ پایا اُس کے سائے کو
سمجھتے ہی نہ تھے کچھ آج تک ہم اِس کنائے کو

دندانِ مبارک کی تعریف میں نواب عزیز جنگ ولاؔ کہتے ہیں:۔

سخن سنجوں نے دی تشبیہ اِن دانتوں کو گوہر سے
نگاہِ نُکتہ سنجاں میں نظر آتے ہیں اختر سے
چمن میں باغباں کا استعارہ شبنمِ تر سے
کہا حَبِّ نباتی ان کو لب نے اپنی شکّر سے
ہم اُن کو پارۂ الماسِ مخروطی سمجھتے ہیں
بلاغت میں ہم اس تشبیہ کو پُوری سمجھتے ہیں

سید ناظر حسین ناظمؔ ۱۸۶۲ء میں ضلع مظفر نگر میں پیدا ہوئے اور ۱۹۱۷ء میں لاہور میں وفات پائی۔ سادات بارہہ کے چشم و چراغ تھے۔ انہوں نے ایک ہفت روزہ ـــــ "ناظم الہند" بھی جاری کیا تھا۔ ان کے نعتیہ مسدّس کا ایک بند ملاحظہ فرمائیے:۔

خود نُور، قد و قامتِ محبوبِ خدا نور
سایہ بھی ہو تو نور سے کیونکر ہو جُدا نور
قد اس سے فزُوں نور، وہ قامت سے سِوا نور
یہ دونوں ہیں باہم تو ہے نور علیٰ نور
قامت ہے اگر شمعِ ہُدیٰ، ضَو ہے وہ سایہ
قد مہر ہے اور مہر کا پرتَو ہے وہ سایہ

میر سید علی شائقؔ دہلوی کا نعتیہ دیوان "گلگشتِ بہشت" ۱۹۶۴ء میں اشاعت پذیر ہوا۔ پھر ۱۹۸۲ء میں ان کے پوتے سید انور علی ایڈووکیٹ (کراچی) نے ـــــ "کلیّاتِ شائق" چھاپ دی تو اس میں بھی ان کا نعتیہ دیوان شامل کیا۔ اس میں دو مسدّس ہیں۔ پہلے مسدّس کے ایک بند میں محفلِ میلاد کا تقدّس بیان کرتے ہیں:۔

جس جگہ ہوتا ہے ذکرِ مولدِ خیرالوریٰؐ
جھاڑو دے دے کر فرشتے فرش دیتے ہیں بچھا
باادب موجود ہوتے ہیں تمامی انبیاؑ
آن کر پڑھتے ہیں واں روح الامینؑ "صَلِّ علیٰ"
باوضو اس محفلِ اقدس میں آنا چاہیے
ذکرِ حضرتؐ باادب سُننا سُنانا چاہیے

مسدّسِ ثانی میں مدینۃ النبیؐ کی یُوں تعریف میں کہتے ہیں:۔

جہاں مر کر بشر جیتے ہیں اے دل، یہ وہ خطّہ ہے
جہاں ہوتی ہے حل ہر ایک مشکل، یہ وہ خطہ ہے
جہاں ہوتا ہے مقصد دل کا حاصل، یہ وہ خطہ ہے
جہاں ہوتی ہے طے جنت کی منزل، یہ وہ خطہ ہے

مدینہ جس کو کہتے ہیں، عجب پُر نور بستی ہے
وہیں ملتی ہے جنسِ مغفرت، سَستی سے سَستی ہے

علامہ اقبالؒ نے نظم "جوابِ شکوہ" میں اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعریف میں کہا ہے:؎

ہو نہ یہ پھول تو بُلبل کا ترنّم بھی نہ ہو
چمنِ دہر میں کلیوں کا تبسّم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو، خُم بھی نہ ہو
بزمِ توحید بھی دُنیا میں نہ ہو، تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا اِستادہ اسی نام سے ہے
نبضِ ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

دشت میں، دامنِ کہسار میں، مَیدان میں ہے
چین کے شہر، مراکش کے بیابان میں ہے
بحر میں، موج کی آغوش میں، طوفان میں ہے
اور پوشیدہ مسلمان کے ایمان میں ہے
چشمِ اقوام یہ نظّارہ اَبَد تک دیکھے
رفعتِ شانِ "رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ" دیکھے

علامہ اقبالؒ کے ایک اور نعتیہ مسدّس کے چند بند ملاحظہ فرمائیں:؎

اے مددگارِ غریباں، اے پناہِ بیکساں
اے نصیرِ عاجزاں، اے مایۂ بے مائگاں
کارواں صبر و تحمّل کا ہُوا دل سے رواں
کہنے آیا ہوں میں اپنے دردِ دل کی داستاں

ہے تری ذاتِ مبارک حلِّ مشکل کے لئے
نام ہے تیرا شِفا دُکھے ہوئے دل کے لئے
آبِ کوثر تشنہ کامانِ محبت کا ہے تُو
جس کے ہر قطرے میں سو موتی ہیں، وہ دریا ہے تو
طور پر چشمِ کلیمُ اللہ کا تارا ہے تو
معنیٔ لَیسَ ہے تو، مفہومِ "اَوْ اَدْنیٰ" ہے تو
اس نے پہچانا نہ تیری ذاتِ پُر انوار کو
جو نہ سمجھا احمدِ بے میم کے اَسرار کو

خواجہ دلؔ محمد مشہور ریاضی دان تھے۔ ۱۸۸۳ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۶۱ء کو وفات پائی۔ "پیکرِ نُور، دیارِ رسول" اور "قبلہ نما" ان کی نعتیہ نظمیں ہیں۔ مسدّس کا نمونہ ملاحظہ فرمائیے:؎

کیا کیا الم اٹھاتے وُہ اُمّت کے واسطے
اشکوں کے دُر بہاتے وہ امت کے واسطے
غم صبح و شام کھاتے وہ امت کے واسطے
دستِ دعا اٹھاتے وُہ امت کے واسطے
معراج کو گئے تو کہا رَبِّ اُمّتی
رحلت کے وقت بولے کہ یارَبِّ اُمّتی

مشہور مزاحیہ شاعر ظریفؔ جبلپوری کا نام سیّد حامد رضا نقوی تھا۔ ۱۹۶۴ء میں فوت ہوئے۔ ان کے نعتیہ مسدس کا ایک بند ملاحظہ ہو:؎

قادِر خُدا ہے، مظہرِ قُدرت نبیؐ کی ذات
وہ ہے رحیم، حامِلِ رحمت نبیؐ کی ذات
عادِل خدا تو رُوحِ عدالت نبیؐ کی ذات

خالق ہے وہ تو افضلِ خلقت — نبیؐ کی ذات

ذی شان و ذی وقار ہیں، ذی اختیار ہیں
اللہ کی صفات کے آئینہ وار ہیں

عبدالغفار تسلیم امرتسری نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی سیرتِ پاک کا ایک واقعہ مسدّس کی صورت میں نظم کیا ہے، جس کا پہلا بند یہ ہے:-

اک روز ختمُ المرسلیںؐ
تنہا فروکش تھے کہیں
قبضہ میں تیغ جوہریں
یا نیزہ کچھ بھی تھا، نہیں
شانِ جمالی ساتھ تھی
یا اک خدا کی ذات تھی

سید آلِ رضا لکھنوی ۱۹۷۸ء میں فوت ہوئے۔ ان کے نعتیہ مسدّس کا نمونہ ملاحظہ کیجئے:-

اللہ کی طاعت ہے، محمدؐ کی اطاعت
قرآن کی دعوت ہے، محمدؐ کی اطاعت
مرکز کی حفاظت ہے، محمدؐ کی اطاعت
حد بند شریعت ہے، محمدؐ کی اطاعت
ہو جتنا شعور، اُتنا ہی اِس حد کو سمجھ کر
اسلام کو سمجھو تو محمدؐ کو سمجھ کر

تہذیبِ عبادت ہے سراپائے محمدؐ
تسلیم کی خوشبو چمن آرائے محمدؐ
تنظیم خدا ساز تمنّائے محمدؐ

منشا جو خدا کا، وہی منشائے محمدؐ
جس دل میں ہے اللہ، وہیں رہتے ہیں یہ بھی
اللہ جو کہتا ہے، وہی کہتے ہیں یہ بھی

سید ہاشم رضاؔ کے ایک نعتیہ مسدّس کی اُٹھان دیکھئے:-

سلام تم پہ، غریبوں کو پالنے والے
بُجھے دلوں میں اُمیدوں کے ڈالنے والے
ستم زدوں کی بلاؤں کو ٹالنے والے
خُدا کے بعد خدائی سنبھالنے والے
سُنا ہے، خلقتِ آدم تمہارے دَم سے ہوئی
زمین رشکِ ارم پرتوِ قدم سے ہوئی

سیّد یعقوب حسین ضیاؔء القادری بدایونی کے نعت کے تین دیوان اشاعت پذیر ہوئے۔ ان کے علاوہ انہوں نے "نغمۂ ربانی" "مرقعِ یادگارِ شہادت" "اصل سفرنامۂ ضیاءِ دیارِ نبیؐ" "ستارۂ چشت" اور دیگر کئی تصانیف چھوڑی ہیں۔ "شاعرِ آستانہ" کے نام سے ماہنامہ "آستانہ" دہلی کے ہر پرچے میں تاحیات کئی کئی نظمیں لکھتے رہے۔ ان کے شاگردوں میں شکیلؔ بدایونی، اخترؔ الحامدی، نسیمؔ بستوی، ہاشمؔ بدایونی، طالبؔ انصاری اور ماہرؔ القادری مشہور ہیں۔ (اگرچہ ماہرؔ القادری زندگی کے آخری ایام میں ان کے تلمّذ کے منکر ہوگئے تھے)

ان کے بیسیوں مسدّسوں میں سے چند کا ایک ایک بند درج کیا جاتا ہے:-

ہو گی پھر جلوہ نما شانِ ربیعُ الاوّل
ہو گا طالع مہِ تابانِ ربیعُ الاوّل
ہو گا پھر عرش سے اعلانِ ربیعُ الاوّل
ہوں گی پھر رحمتیں قربانِ ربیعُ الاوّل

مرحبا رحمتِ باری کا مہینہ آیا
جلوہ فرمائے جہاں ماہِ مدینہ آیا

جورِ گردوں سے محمدؐ کے غلاموں کو بچا
کر اماں امتِ بیکس کے غریبوں کو عطا
فتنہ کوشوں کو، جفا پیشوں کو دُنیا سے مِٹا
اپنی رحمت کی بھرَن خلق میں رِم جِھم برسا
عیدِ معراج کی خیرات مسلماں پائیں
ساعتیں عیش کی دن رات مسلماں پائیں

جن کی خاطر سے ہوئی کون و مکاں کی تشکیل
جو بنے آئینہِ معرفتِ ربِّ جلیل
ہیں جو منجملۂ آثارِ مناجاتِ خلیلؑ
ہیں حسینانِ دو عالم میں جو محبوبِ جمیل
بزمِ خوباں میں ہیں وہ خیر سے آنے والے
پھر ہیں عشاق کو وہ جلوہ دکھانے والے

دے ہمیں عشقِ رسولِ پاک اے ربِّ کریم
کر عطا دل کو وِلائے صاحبِ خُلقِ عظیم
ہم کو پہنچا دے مدینہ میں براہِ مستقیم
سر جھکا کر بابِ رحمت پر کہے ذوقِ سلیم
سرورِ دُنیا و دیں پر روز و شب لاکھوں سلام
رحمۃٌ للعالمیںؐ پر روز و شب لاکھوں سلام

شارق ایرایانی عازمِ مدینہ سے خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں:ؔ

تجھ پر خدا کی رحمت اے عازمِ مدینہ
جب ساحلِ عرب پر پہنچے ترا سفینہ
نورِ محمدیؐ سے روشن ہو تیرا سینہ
اس وقت سر جھکا کر باللہ باقرینہ
سلطانِ انبیاء سے میرا سلام کہنا
محبوبِ کبریا سے میرا سلام کہنا

آغا صادق ۱۹۰۹ء میں ریاست کپور تھلہ میں پیدا ہوئے۔ صادق حُسین نقوی نام تھا۔ "رموزِ نامِ محمدؐ" کے نام سے ترجیع بند کی صورت میں ایک مسدّس لکھا جس کا ایک بند ہے:ؔ

میم وہ میم کہ جس پر ہو محبّت کا مدار
ح وہ ح جس میں ہوا حمدِ خدا کا اقرار
میم جس میم پہ آتا ہے ملائک کو پیار
دال پر دین بھی، دنیا بھی، دل و جاں بھی نثار
چاند بھی دیکھ کے اس نور کو شرماتا ہے
کوئی نقطہ نہیں، بے داغ نظر آتا ہے

انصار الہ آبادی آقا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بارگاہ میں مسدّس کی صورت میں سلام پیش کرتے ہیں:ؔ

سلام اُس پر کہ جس کی ذات کی حق نے قسم کھائی
سلام اس پر کہ جس کی ہر نبیؐ نے مدح فرمائی
جو مُردوں کو عطا کرتا ہے اعجازِ مسیحائی
جسے زیبا ہے رعنائی، جسے زیبا ہے زیبائی

خدا خود جس پہ نازاں ہو، دُرود اس کی شریعت پر
دو عالم جس کے پروانے، سلام اُس شمعِ وحدت پر

نشورؔ واحدی کے نعتیہ مسدس کا نمونہ دیکھئے:ـــ

ذکر اس کا ہے باچشمِ پُرنم
نازاں ہے جس پر تاریخِ آدم
ایمانِ مُطلق، ارشادِ مُحکم
نورِ مجسّم، جانِ دو عالم
روحِ ہدایت احمدؐ بہ نامے
طیبہ مقامے، بطحا خرامے

سید انعامؔ الحق نے یوں عقیدت کا اظہار کیا:ـــ

السّلام اے شانِ یزداں، شمعِ عرفاں السّلام
السلام اے شرحِ قرآں، دین و ایماں السلام
السلام اے مُونس و غم خوارِ انساں السلام
السلام اے رحمتِ حق، راحتِ جاں السلام
تجھ پہ لاکھوں رحمتیں ہوں، تجھ پہ ہوں لاکھوں درود
اے شہنشاہِ دو عالم، اے سراپا لطف و جُود!

اثرؔ زبیری معراج النبیؐ کی رفعتوں کا ذکر کرکے سلامِ عقیدت پیش کرتے ہیں:ـــ

اللہ اللہ یہ معراجِ حُسن و وفا
پردہ ہے درمیاں صِرف قوسین کا
پست ہو کیوں نہ جبریلؑ کا حوصلہ
ہے تری سیرگہ عرشِ ربُّ العُلیٰ

مشعلِ سدرۃ المنتہیٰ السلام
السلام اے حبیبِ خدا السلام

شمس الحق شمسؔ پینسوی کے مجموعۂ نعت "تجلیاتِ شمسؔ" میں چار مسدس ہیں۔
نمونے کے طور پر ایک بند پیش کیا جاتا ہے۔

ترس رہی تھی تمہیں مدتوں سے خلقِ خُدا
تمہارے آنے سے ہر قلب کو سکون ملا
جہاں میں ظُلم و تشدُّد کا ابْر چھایا تھا
تمہی نے آ کے نظامِ جہاں بدل ڈالا
یہی تھی مصلحتِ حق تمہارے آنے میں
ہو بے کسوں کا بھی حامی کوئی زمانے میں

سید انور علی انورؔ ایڈووکیٹ (کراچی) اُردو اور انگریزی میں بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔ "بُونم" ان کا پہلا مجموعۂ کلام تھا۔ دوسرے مجموعۂ کلام "خورشید" میں "مدینہ" کے عنوان سے ایک مسدّس شامل ہے۔ جس کا ایک بند بطورِ نمونہ حاضر ہے:ـــ

مدینہ جس کو کہتے ہیں، بہت پُرنور بستی ہے
حقیقت میں وہاں اللہ کی رحمت برستی ہے
نہ پہنچی گر وہاں اب تک تو یہ قسمت کی پستی ہے
چل اے چشمِ تمنّا، کیوں یہاں رہ کر ترستی ہے
سکوں مل جائے گا دل کو، نظر کو تازگی ہو گی
بہرصورت وہاں پر زندگی ہی زندگی ہو گی

عبرتؔ صدیقی بریلوی کے ایک نعتیہ مسدس کا ایک بند ملاحظہ ہو:ـــ

واقفِ جلوہ ہائے حقیقت نبیؐ
زیبِ عنوانِ مضمونِ وحدت نبیؐ

سر بسر پرتوِ حُسنِ فطرت نبیؐ
شانِ آغاز و ختمِ نبوّت نبیؐ
نکتہ دانِ رموزِ کلامِ مُبیں
ان کا ثانی زمانے میں کوئی نہیں

حیدر مچھلی شہری کہتے ہیں:ـــہ

اے غریبوں درد مندوں بیکسوں کے چارہ ساز
مرہمِ زخمِ جگر تھا تیرا حرفِ دل نواز
باہزاراں جذب و مستی، باہزاراں سوز و ساز
ہر گھڑی رہتا تھا تو اک خلوتیٔ بزمِ راز
گو رہا "اَلفقرُ فخری" ہی صدا لب پر ترے
نام سے تیرے مگر ساونت تھراتے رہے

بچوں کے مشہور شاعر شفیع الدین نیّر دہلوی کہتے ہیں:ـــہ

تم نے خدا کا سیدھا رستہ ہمیں دکھایا
خلقِ خدا کی خدمت کرنا ہمیں سکھایا
غیرِ خدا کا دل سے خوف و خطر مٹایا
جو رَہ تھی سب سے اچھی، اُس راہ پر چلایا
ہر وقت بھیجتے ہیں سب خاص و عام لاکھوں
پیارے نبی محمدؐ، تم پر سلام لاکھوں

عزیز حاصل پوری معروف نعت گو شاعر تھے۔ ان کے دوسرے مجموعۂ نعت "صحیفۂ نور" میں "میمِ محمدؐ" "حُسنِ طلب" اور "نازنینِ کعبہ" کے عنوان سے تین مسدس ہیں۔ نمونہ ملاحظہ ہو:ـــہ

پیغام میں ہے میم، پیمبر میں میم ہے
مفتوح میں ہے میم، مظفر میں میم ہے
مقدور میں ہے میم، مقدر میں میم ہے
قُلزُم میں میم ہے تو سمندر میں میم ہے
اس میم کا ہے راز "الف لام میم" میں
کیا کیا فضیلتیں ہیں محمدؐ کے میم میں

عشرت گورداسپوری کے مسدس کا رنگ دیکھیے:ـــہ

وادیٔ فاراں سے جو اُبھری کرن
ہو گئی اس سے مُنوّر انجمن
پرتوِ ظلمت نے چھوڑا یہ چمن
ہو گیا صد پارہ اس کا پیرہن
علم کی قندیل روشن ہو گئی
بڑھ گیا حُسنِ عروسِ زندگی

عنایت اللہ خاں عنایت گورداسپوری ۱۹۵۶ء میں فوت گئے۔ ان کے صاحبزادے نے ان کا مجموعۂ کلام "والیٔ بطحاؐ" کے نام سے چھاپ دیا، جس میں ایک مسدس "بعثتِ تاجدارِ مدینہ" کے عنوان سے ہے۔ اس میں میلاد کا ذکر یوں کرتے ہیں:ـــہ

ہر آنکھ کو رُوئے مہِ کامل نظر آیا
ہر آس کو اُمّید کا ساحل نظر آیا
ہر قیس کو محبوب کا محمل نظر آیا
ہر پہلو کو کھویا ہوا پھر دل نظر آیا
اللہ ری اس مہرِ جہاں تاب کا آنا
ملتا نہیں ظلمات کو دنیا میں ٹھکانہ

شاہدؔ الوری کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ اِن کے مجموعۂ کلام "حمد و ثنا" میں تین نعتیہ مسدس ہیں۔ ان کا ایک بند پیش کیا جاتا ہے:۔

الٰہی مجھے جذبِ حسانؓ دے دے
مجھے نعتِ سرورؐ کی پہچان دے دے
اذانِ بلالؓ کا عرفان دے دے
جو روشن تھی؛ وہ شمعِ عرفان دے دے
جو شاہدؔ کہے نعت، گوہر نما ہو
ادا یوں ثنائے رسولِ خدا ہو

لیثؔ قریشی نے ایک نعتیہ مسدس کے آخری بند میں عہدِ جدید کے کرب کا ذکر کیا ہے اور اسوۂ سرکارؐ کی تقلید کو اپنی مصیبتوں کا علاج قرار دیا ہے، ملاحظہ ہو:۔

ہم ایسے رہبرِ کاملؐ کے نام لیوا ہیں
یہ سوچتے نہیں لیکن کہ آج ہم کیا ہیں
بھٹک کے راہِ یقین و عمل سے، رُسوا ہیں
اسی لئے تو جہاں میں اب اک تماشا ہیں
جو اب بھی درسِ محمدؐ کو حرزِ جاں کر لیں
تو اپنے واسطے پیدا نیا جہاں کر لیں

اقبال راہیؔ کے مسدس "ولادتِ ختمِ رُسُلؐ" کا پہلا بند ملاحظہ ہو:۔

دنیا میں جب ولادتِ ختمِ رُسُلؐ ہوئی
کلیوں نے آنکھ کھولی، گلستاں نے سانس لی
تاریک دائروں سے نکل آئی روشنی
غنچوں کا رُوپ لے کے نکھر آئی زندگی

ذہنِ بشر پہ رنگ چڑھا اعتبار کا
اوڑھا دوشالہ آب و ہوا نے بہار کا

ابوالامتیاز ع س مسلمؔ مجموعہ کے مجموعۂ حمد و نعت کے مسدس کا ایک بند دیکھئے:۔

وہی بھولے بھٹکوں کا ہے رہنما
کمالِ مکارم اُسی پر ہُوا
وہی حشر میں ہے مِرا آسرا
یقیں ہے کہ مجھ کو بروزِ جزا
وہ دے گا بہ شفقت شفاعت کا جام
محمدؐ پہ لاکھوں درود و سلام

واصف علی واصفؔ کے مجموعۂ کلام "شب چراغ" میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے حوالے سے ایک مسدس ہے۔ اس کا نمونہ ملاحظہ فرمائیے:۔

دمِ عیسیٰؑ، یدِ بیضا سے آگے ہے مقام ان کا
کلامُ اللہ کی تفسیر ہے گویا کلام ان کا
حیاتِ جاوداں دیتا ہے دُنیا کو پیام ان کا
خدا ہی جانتا ہے، کس قدر پیارا ہے نام ان کا
گنہگارو! نہ گھبراؤ، شفیع المذنبینؐ آئے
مبارک ہر جہاں کو، رحمۃٌ للعالمینؐ آئے

اطہرؔ صدیقی مسدّس کی صُورت میں نعتِ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم میں یوں زمزمہ پیرا ہیں:۔

تو ہی ہے مِری آرزوؤں کا محور
تو ہی ہے خیابانِ عظمت کا شہپر
تری ذات ہے رحمتوں کا سمندر
ہے عظمت تری ہر تصوّر سے بڑھ کر

ہوئی تجھ پہ تکمیلِ انسانیت بھی
نچھاور ہوئی تجھ پہ رحمانیت بھی

نیرؔ الہ آبادی بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں یوں استغاثہ پیش کرتے ہیں:۔

ہم پہ پھر لطف و کرم اپنا فراواں کر دے
مشکلیں جتنی پڑی ہیں، اُنہیں آساں کر دے
پھر ہمیں صاحبِ دیں، صاحبِ ایماں کر دے
پھر جبینوں کو ہماری، مہ تاباں کر دے
پھر زمانے میں ہمیں مالک و مختار بنا
پھر ہمیں شیفتۂ خالدؓ و ضرارؓ بنا

احمد حسین رشکؔ ترابی کہتے ہیں:۔

جو ہے رضائے داورِ محشر
شکلِ بشر میں نُور کا پیکر
اس کا مدینہ، اللہُ اکبر
فرشِ زمیں پر عرش کا منظر
ارض و سما میں افضل و اکرم
صلّی اللہُ علیہِ وسلّم

ماہرؔ الحمیدی کے مسدس کا رنگ ملاحظہ فرمائیے:۔

وہ آئے مخبرِ صبحِ مسرت
لئے ہمراہ اک شمعِ ہدایت
مِٹی وہ ظلمتِ کفر و جہالت
وہ چمکا نیّرِ بُرجِ رسالت

منوّر ہو گیا عالم تمامی
سلام اے مظہرِ ذاتِ گرامی

ظہیر احمد ظہیرؔ اپنے ایک مسدّس میں یوں نعت سرا ہوتے ہیں:۔

بے بسی کی دھوپ میں ہیں آپؐ رحمت کی گھٹا
ابن آدم کے لئے ہیں آپؐ بخشش کی ضیا
آپ کا فرمانِ اعلیٰ ہے نویدِ جاں فزا
ہو عطا مجھ کو بھی آقا اب مدینے کی ہوا
میرے ویرانے سے بھی ہوں دُور سب رنج و الم
اے نبیِّ محترمؐ! اے چارہ سازِ رنج و غم

آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ ستودہ صفات ایسی ہے کہ اُن کی حیاتِ طیبّہ کو جس نے بھی دیکھا، متأثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ اس لئے اہلِ ایمان ہی نہیں، غیر مسلموں نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعریف وثنا میں تر زبانی کی ہے۔

لالہ چندی پرشاد شیداؔ دہلوی اپنی نعت گوئی کے سبب "مدّاحِ رسول" کہلاتے تھے۔ ان کے نعتیہ مسدس کا نمونہ دیکھئے:۔

ابرِ رحمت ریز بن کر کون تھا جلوہ فگن
کُھل گیا اک دشتِ خارستاں میں وحدت کا چمن
ہو گئی شانِ مقدّس ہر طرف وہ جوش زن
بن گئے ریگِ رواں کے ذرّے رشکِ یاسمن
بادِ صرصر میں شمیمِ راحت افزا آ گئی
وہ مہک تھی، شرک وبدعت کی کلی مرجھا گئی

منشی پیارے لال رونق دہلوی اپنے مسدس میں "لولاک لما خلقت الافلاک" کے حوالے سے لکھتے ہیں:۔

ستارہ اوج پر کیونکر نہ ہو شانِ نبوّت کا
فلک منظر ہے رُتبہ تیرے احکامِ شریعت کا
کُھلا تجھ سے جہاں میں رازِ سربستہ حقیقت کا
دکھایا حُسنِ کثرت میں ہے جلوہ تو نے وحدت کا

نہ تجھ سا پیشوائے دیں اگر پیدا یہاں ہوتا
نہ بُنیادِ زمیں ہوتی، نہ قائم آسماں ہوتا

ایک اور مسدّس میں مدحِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یوں زمزمہ سنج ہوتے ہیں:۔

ہادیٔ دینِ متیں ہو تم محمدؐ مصطفیٰ
باعثِ صد فخرِ ملّت رہنما و پیشوا
لکھ دیا حق نے تمہارے حق میں لولاکَ لما
تم نہ ہوتے تو نہ بنتے یہ کبھی ارض و سما
تم سے قائم ہے جہاں میں یہ جہانِ بے کراں
اس سے پہلے نام کو بھی کچھ نہ تھا نام و نشاں

منشی بشیشور پرشاد منوّر لکھنوی کے نعتیہ مسدس کا ایک بند دیکھئے:۔

بانیٔ اسلام اے خورشیدِ تابانِ عرب
اے محمد مصطفیٰؐ، جانِ عرب، شانِ عرب
ظلِّ اقدس میں پھلا پھولا گلستانِ عرب
جگمگایا نُورِ وحدت سے بیابانِ عرب
آپؐ کے پیغام کی بنیاد تھی الہام پر
اک نئی دنیا بسا ڈالی خدا کے نام پر

گرُسرن لال ادیبؔ لکھنوی لکھتے ہیں:۔

وہ صداقت کا علمبردار، وحدت کا خطیب
ظاہر و باطن لے سب انوار تھے جس کے قریب
انبیاؑ پر برتری کا تھا شرف جس کو نصیب
وہ، خدائے پاک و برتر نے کہا جس کو حبیبؐ
دم قدم سے جس کے حق کا بول بالا ہو گیا
نور وحدت ہر طرف پھیلا، اجالا ہو گیا

ماخذ و مراجع

اُردو کی نعتیہ شاعری	ڈاکٹر فرمان فتح پوری
اُردو کی نعتیہ شاعری	ڈاکٹر طلحہ رضوی برقؔ
ارمغانِ نعت	مرتّبہ شفیق بریلوی
گلدستۂ نعت	مرتّبہ ضیا محمد ضیاؔ و طاہرؔ شادانی
بوستانِ نعت	مرتّبہ احمد علی سیفؔ کلانوری
مدحِ رسولؐ	مرتّبہ راجا رشید محمودؔ
نعتِ خاتم المرسلینؐ	مرتّبہ راجا رشید محمودؔ
خیرا لبشرؐ کی حضور میں	مرتّبہ ممتاز حسن
سلامِ قدس	مرتّبہ بدؔر امروہوی
گلِ عقیدت	مرتّبہ اخلاق عاطفؔ
ہنُدو شعرا کا نعتیہ کلام	مرتّبہ فانیؔ مراد آبادی
نعتِ خیرا لبشرؐ	وفاقی وزارت اوقاف
عصرِ حاضر کے نعت گو	گوہرؔ ملسیانی
کلیاتِ شائقؔ	میر سیّد علی شائقؔ دہلوی
والیٔ بطحا	عنایت اللہ خاں عنایتؔ گورداسپوری
تجلیاتِ شمسؔ	شمسؔ پینسوی
شب چراغ	واصف علی واصفؔ
خورشید	سید انور علی انورؔ

صحیفۂ نور	عزیز حاصل پوری
حمد و ثنا	شاہد الوری
حمد و نعت	ابوالامتیاز ع، س، مسلم
چشمۂ کوثر	آغا صادق

اقرا، سیرت نمبر گورنمنٹ ایم اے او کالج۔ لاہور
نقوش لاہور، رسولؐ نمبر، جلد دہم
ہفت روزہ ہلال راولپنڈی، سیرت نمبر ۱۹۷۶ء
ہفت روزہ الہام، بہاولپور، نعت نمبر ۱۹۸۲ء
ماہنامہ نور الحبیب بصیر پور۔ میلاد نمبر ۱۳۹۸ھ
ماہنامہ نور الحبیب بصیر پور۔ میلاد نمبر۔ ۱۴۰۱ھ
ماہنامہ بصیر، کراچی رسولِ پاکؐ نمبر حصہ اول، ۱۹۷۲ء
ماہنامہ محفل لاہور، خیر البشرؐ نمبر، ۱۹۸۱ء
ماہنامہ پیشوا، دہلی۔ رسولؐ نمبر ۱۹۳۴ء
ماہنامہ اظہار، کراچی۔ سیرت نمبر ۱۹۸۰ء
ماہنامہ خاتون پاکستان کراچی رسولؐ نمبر پہلا حصہ
ماہنامہ خاتون پاکستان۔ رسولؐ نمبر دوسرا حصہ
ماہنامہ شام و سحر لاہور، سیرت نمبر ۱۹۸۴ء
ماہنامہ شام و سحر لاہور، نعت نمبر ۱
ماہنامہ شام و سحر لاہور، نعت نمبر ۲
ماہنامہ شام و سحر لاہور، نعت نمبر ۳

مدیحِ سرورِ کونین میں خامہ اُٹھاتا ہوں — خیالِ کفر کی ظلمت پہ اک بجلی گراتا ہوں
شبِ اوہام ہے شمعِ یقیں محفل میں لاتا ہوں — چراغِ طورِ ایمن کوہِ معنی پر جلاتا ہوں

الٰہی شوخیِ برقِ تجلّی دہ زبانم را
قبولِ خاطرِ موسیٰ نگاہاں کن بیانم را

محمدؐ پیشوا اور رہنمائے خلق و عالم ہیں — معزز ہیں مقدس ہیں معظم ہیں مکرّم ہیں
فروغِ محفلِ ہستی ہیں نورِ عرشِ اعظم ہیں — حبیبِ حق ہیں ممدوحِ ملک ہیں فخرِ آدم ہیں

اُنہیں کے رنگ سے رنگِ گلِ ہستی کی زینت ہے
اُنہیں کی بُو سے عطر آگیں بنی آدم کی طینت ہے

انہیں کے دل کی آگاہی ہوئی تھی رازِ فطرت پر — انہیں کی طبع کو وجد آگیا تھا سازِ فطرت پر
وہی چشمِ خدا بیں محو تھی اندازِ فطرت پر — اُنہیں کا ناز غالب آگیا تھا نازِ فطرت پر

وقائع ان کے عزم و فکر کے سانچے میں ڈھلتے تھے
ذرائع غیب سے تکمیلِ مقصد کو نکلتے تھے

وہ نظریں ساقیِ میخانۂ یزداں پرستی تھیں — وہ آنکھیں مظہرِ انوار رازِ بزمِ ہستی تھیں
اُنہیں پر بدلیاں خالق کی رحمت کی برستی تھیں — اسی محفل کی بحثیں خلد کے پھولوں میں بستی تھیں

اسی سرکار نے رُتبہ بڑھایا طبعِ انساں کا
اسی دربار نے خلعت پہنایا نورِ ایماں کا

اکبر الہ آبادی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آتی ہے بہار، آمدِ شاہِ دوسرا ہے — مہماں کے لینے کو چلے، قصدِ صبا ہے
پائی ہے جو بُو، اور ہی پھولوں میں ہوا ہے — جو سرو ہے، وہ منتظرِ شاہ کھڑا ہے
ہے چشم براہ، سر کو جھکاتی نہیں نرگس
پھولے ہوئے جامے میں سماتی نہیں نرگس

آمد ہے جو خورشیدِ رسالت کی سرِ خاک — سجدے کو سرِ خاک جھکے پڑتے ہیں افلاک
ہر وقت کواکب کو بھی اس بات کی ہے تاک — آنکھوں میں لگے سرمۂ خاکِ قدمِ پاک
حوریں بھی ہیں خوش، عیش پہ غلماں بھی تلے ہیں
ہے بارشِ رحمت، درِ فردوس کھلے ہیں

ابلیس کے گھر میں ہے عجب طرح کا ماتم — آنکھوں میں اندھیرا ہے کہ پُرنور ہے عالم
صحراؤں میں یوں بھاگتا پھرتا ہے وہ اظلم — جس طرح ہرن شیر کی بُو پا کے کرے رم
چھپتے ہوئے پھرتے ہیں اب آڑوں میں شیاطیں
ٹکراتے ہیں سر اپنے پہاڑوں میں شیاطیں

لو، آج ولادت ہے شہِ عقدہ کشا کی — واجب ہے خوشی جلوۂ محبوبِ خدا کی
رونق ہے عجب آج کے دن ارض و سما کی — ضو بڑھ گئی ہے مشتری و ماہ و سُہا کی
یہ گنجِ سعادت ہے، یہ خالق کی عطا ہے
گھر گھر جو بجے نوبتِ شادی تو بجا ہے

کہتے ہیں، ہُوا ابرِ سفید ایک نمایاں — آیا وہ زمیں پر صفتِ قطرۂ باراں
حضرت کو لپیٹا، ہُوئی بُو غنچے میں پنہاں — یہ دُر، وہ صدف، لعل تھے حضرتؐ وہ بدخشاں
اٹھا وہ تو اک دھوم اٹھی ارض و سما میں
یہ نکہتِ گل جاتی ہے دامانِ صبا میں

آتی تھی یہی غیب سے آواز کہ جاؤ — اس وقت اسے مشرق و مغرب میں پھراؤ
ہاں، جلوۂ محبوبِ خدا سب کو دکھاؤ — پوچھے جو کوئی نامِ محمدؐ، تو بتاؤ
شہرہ ہو زمانے میں شہِ کون و مکاں کا
آگاہ جہاں ہو کہ یہ مالک ہے جناں کا

کہتی ہیں صفیہ جو پھوپھی تھیں شہِ دیںؐ کی — جس وقت ولادت ہوئی اُن [illegible]
شان آئی نظر مجھ کو عجب ماہ جبیں کی — آتی تھی صدا شہپرِ جبریلؑ امیں کی
پھیلی یہ ضیا جلوۂ خورشیدِ کرم سے
گھر مطلعِ انوار ہوا فیضِ قدم سے

دیکھیں وہ کچھ چیزیں کہ بیاں اُن کا کروں کیا — ساماں یہ کہیں وقتِ ولادت نہیں دیکھا
اوّل رُخِ پُرنور سے وہ نور تھا پیدا — جو حضرتِ موسیٰؑ نے کبھی طور پہ دیکھا
تھا نور چراغ اُس گلِ اُمید کے آگے
یوں جیسے ستارہ کوئی خورشید کے آگے

اور دوسری یہ بات سنو، ہوتے ہی پیدا — مانندِ مسیحا ہوئے اعجاز سے گویا
آیا جو سخن لب پہ تو پہلے یہی آیا — وہ خالقِ عالم ہے، وہ واحد ہے، وہ یکتا
ہمتا نہیں زنہار کوئی ربِّ سما کا
کہتے ہیں محمدؐ جسے، مرسل ہے خدا کا

تھی تیسری[۳] یہ بات کہ پیدا ہوئے جس دم [illegible] بریدہ وہ شہنشاہِ دوعالم ﷺ
ختنے کی نہ حاجت تھی، ہُوا ختنہ مقدم تن نور کا تُھا صفتِ نیّرِ اعظم

کیا پاک تھا باطن جو بظاہر ہوئے پیدا
تھا صاف بدن، طیّب و طاہر ہوئے پیدا

چوتھی[۴] یہ صفت صاف عیاں شانِ رسالت چہرے سے نمودار سب آثارِ سعادت
خُلق و کرم و جود و عطا، زہد و عبادت تھے ذکر میں مشغول نبی ﷺ قبلِ ولادت

طاعت کی ہوس بطن ہی سے ذہن نشیں تھی
رکھتے ہی قدم خاک پہ، سجدے میں جبیں تھی

پنجم[۵] یہ صفت، سجدہ بجا آپ ﷺ جو لائے پھر دستِ مبارک طرفِ قبلہ اٹھائے
آہستہ سخن یہ لبِ جاں بخش پر آئے یہ دین کی رونق ہو کہ اپنے ہوں پرائے

مقبول اسی وقت یہ عاجز کی دعا ہو
یا خالقِ عالم! مِری اُمّت کا بھلا ہو!

اور وصفِ ششم[۶] وہ تھا کہ جو سب سے ہے اظہر تھی مُہرِ نبوّت سپرِ شانۂ انور
تاباں تھی وہ اِس طرح کہ جیسے کوئی اختر مرقوم خطِ نور سے یہ نقش تھا اُس پر

ہے خالقِ عالم احد، احمد ﷺ ہے محمد ﷺ
اللہ ہے اللہ، محمد ﷺ ہے محمد ﷺ

——— امیر مینائی لکھنوی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ ہے کون آغوش میں آمنہ کی صدا آتی ہے مرحبا مرحبا کی
ہوئی مستجاب اب دعا انبیاؑ کی مجسّم ہوئی آج رحمت خدا کی

ملک تلوے آنکھوں سے سہلا رہے ہیں
فلک سے قدم چومنے آ رہے ہیں

کھلا آج اسرارِ وحدت کا دفتر نمایاں ہوا "کنزِ مخفی" کا دفتر
یہ معصوم بندہ ہے یا بندہ پرور عجب ننھی ہستی ہے اللہ اکبر

یہی کعبہ والا ہے شاہِ مدینہ
یہی نورِ اول ہے ماہِ مدینہ

اسی کا ہے نام آج سب کی زباں پر حکومت اسی کی ہے دونوں جہاں پر
شجر پر حجر پر مکیں پر مکاں پر فلک پر، ملک پر، زمیں پر، زماں پر

ہوا کب کوئی ایسا بندہ خدا کا
کہ ہے جس پہ بندوں کو دھوکا خدا کا

ادب سے ملک سر جھکائے کھڑے ہیں تصدق ہیں سب جتنے چھوٹے بڑے ہیں
انہیں قدموں میں سب کے دیدے گڑے ہیں دو عالم کا دل لے کے چپکے پڑے ہیں

یہ ننھی سی جاں جان ہے دو جہاں کی
اسی ایک سے شان ہے دو جہاں کی

یہی نورِ چشمِ جہاں کی ضیا ہے — اسی نُور سے سارا عالم بنا ہے
خدا کی قسم ہے کہ نُورِ خدا ہے — عجب جوھرِ فرد پیدا ہوا ہے

خدا کو بھی جس کی ادا بھا گئی ہے
کہ تنزیہ، تشبیہ میں آگئی ہے

قیامت تک اب ایسی صُورت نہ ہوگی — یہ صورت نہ ہوگی یہ سیرت نہ ہوگی
اب آگے نبوّت میں شرکت نہ ہوگی — ہمیں اب کسی کی ضرورت نہ ہوگی

ہمارا نبیؐ خاتم المرسلیں ہے
یہ دُنیا کی خاتم کا آخر نگیں ہے

یہ ننھا سا پودا پھلا اور پھولا — دو عالم میں پھیلا دیا اپنا سایہ
نبیؐ بن کے پیغامِ حق لے کر آیا — مکمّل ہوئی رحمتِ حق تعالیٰ

ہُوئی جس کو توفیق ایمان لایا
مگر کافروں کی سمجھ میں نہ آیا

ستانے لگے ان کو ظالم ستمگر — کوئی کہتا شاعر تو کوئی فسوں گر
حسد سے اڑانے لگے خاک سر پر — ہُوا حق پرستوں کا جب حال ابتر

تو پھر ہو کے مجبُور ہجرت کی ٹھانی
ہُوا بحرِ رحمت کو حُکمِ روانی

امجدؔ حیدر آبادی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فخرِ ملک و اشرفِ آدمؑ ہے محمدؐ — اکلیلِ سرِ عرشِ معظم ہے محمدؐ
حقا کہ خداوند دو عالم ہے محمدؐ — آخر ہے مگر سب سے مقدم ہے محمدؐ

ایسا کوئی محرم نہیں اسرار احد کا
حال اس سے ہے پوشیدہ ازل کا نہ ابد کا

مختارِ زمیں، باعثِ افلاک نبیؐ ہیں — والا گہرِ قلزمِ لولاک نبیؐ ہیں
مصباحِ حریمِ حرمِ پاک نبیؐ ہیں — شیرازۂ مجموعۂ اوراک نبیؐ ہیں

عالم میں وہ آیا تھا پہ دل سوئے خدا تھا
حق اس کا رضا جو وہ رضا جوئے خدا تھا

آدمؑ ہے وجودِ شہِ لولاک سے آدم — عالم سب اسی شاہ کی ہستی سے ہے عالم
سررشتۂ مہر اس کا اگر ہوتا نہ محکم — تو ہوتے نہ اضدادِ عناصر کبھی باہم

کیا کیا کہوں کیا کیا ہے عنایاتِ محمدؐ
ہے باعثِ ایجادِ جہاں ذاتِ محمدؐ

وہ پیش روِ خیلِ رسُولانِ سلف ہے — آدم کو اسی نورِ الٰہی سے شرف ہے
یہ درِ یتیم اور وہ پاکیزہ صدف ہے — کرتا ہے پدر فخر یہ شانِ خلف ہے

پیغمبرِ برحق کی ہو کیا نعت کسی سے
خالق کو مباہات ہے ایجادِ نبیؐ سے

جُز ذاتِ خدا سب پہ محمدؐ کے ہیں احساں — اس شاہ کے ہیں خوانِ کرم پر سبھی مہماں
وہ اصل ہے اور فرع ہے سب عالمِ امکاں — تھا خلقِ دو عالم سے وہی مقصدِ یزداں

باطن میں بھی فیض اس کا ظاہر بھی وُہی ہے
اوّل بھی سبھوں سے وہی آخر بھی وُہی ہے

میر انیسؔ

کیا کیا بیاں کروں میں عنایاتِ کبریا — پیدا پیمبروں کو پئے رہبری کیا

ہم کو محمدِ عربی سا نبیؐ دیا — بسم اللہ صحیفۂ فہرستِ انبیاء

آگے جو انبیا سے ذوی الاقتدار تھے

محبوبِ کردگار کے وہ پیشکار تھے

آفاق بہرہ ور ہُوا حضرت کی ذات سے — آگاہ ذات نے کیا حق کی صفات سے

تصدیقِ حکمِ حق کی ہُوئی بات بات سے — رفتار نے لگا دیا راہِ نجات سے

سیکھے طریقے قربِ خدا کے حضور سے

گمراہ آئے راہ پہ نزدیک و دُور سے

سینوں سے سب کے دُور ہُوا دردِ بیدلی — باقی رہی نہ پیروں میں سُستی و کاہلی

معراج ان کے ہاتھ سے معراج کو ملی — واں چاند ٹکڑے ہو گیا انگلی جو یاں ہلی

انگلی سے دو قمر کو کیا کس جلال سے

غُل تھا کہ قفل چاند کا کھولا ہلال سے

سرتاقدم لطیف تھا پیکر مثالِ جاں — اس وجہ سے نہ سایہ بدن کا ہوا عیاں

قالب میں سایہ ہوتا ہے پر روح میں کہاں — سایہ انہیں کا ہے یہ زمینوں پہ آسماں

معراج میں جو واردِ چرخِ نہم ہوئے

سایہ کی طرح راہ سے جبریلؑ گم ہوئے

میرزا دبیرؔ

ہر زمانے میں پیمبرؑ بھی، نبیؑ بھی آئے

مُصلحِ مِلّی و ملکی بھی، رشی بھی آئے

حق کے جویندہ بھی اور حق کے ولی بھی آئے

واقف و محرمِ سرِّ ازلی بھی آئے

آئے دنیا میں بہت پاک مکرّم بن کر

کوئی آیا نہ مگر رحمتِ عالمؐ بن کر

کس نے جامِ مئے توحید پلایا سب کو

کس نے پیغامِ مساوات سنایا سب کو

راستہ کس نے حقیقت کا دکھایا سب کو

کس نے اس حُسن کا پروانہ بنایا سب کو

تم نے دیکھا ہے بہت دفترِ پیغام اس کا

اور ایسا کوئی گزرا ہو تو لو نام اس کا

تم میں صدیقؓ سا گزرا ہو تو اللہ دکھاؤ

تم نے فاروقؓ سا دیکھا ہو تو اللہ دکھاؤ

کوئی عثمانؓ سا آیا ہو تو اللہ دکھاؤ

کوئی حیدرؓ سا جو پایا ہو تو اللہ دکھاؤ

ثانیٔ احمدِ بے میم تو کیا لاؤ گے

اس کی اُمّت کی مثالیں بھی نہیں پاؤ گے

جگرؔ مراد آبادی

اے مسلمانو مُبارک ہو نوید فتح یاب　　لو وہ نازل ہو رہی ہے چرخ سے ام الکتا
وہ اُٹھے تاریکیوں کے بامِ گردوں سے حجاب　　وہ عرب کے مطلعِ روشن سے اُبھرا آفتا

گم ضیائے صبح میں شب کا اندھیرا ہو گیا
وہ کلی چٹکی، کرن پھوٹی سویرا ہو گیا

خسروِ خاور نے پہنچا دیں شعاعیں دُور دُور　　دل کھلے شاخیں ملیں، شبنم اڑی، چھایا سر
آسماں روشن ہُوا، کانپی زمیں پر موجِ نور　　پَو پھٹی، دریا بہے، سنکی ہوا، چٹکے طی

نورِ حق فاران کی چوٹی کو جھلکانے لگا
دلبری سے پرچمِ اسلام لہرانے لگا

گرد بیٹھی کفر کی، اٹھی رسالت کی نگاہ　　گر گئے طاقوں سے بُت، خم ہو گئی پشتِ گن
چرخ سے آنے لگی پیہم صدائے لا الٰہ　　ناز سے کج ہو گئی آدم کے ماتھے پر کلا

آتے ہی ساقی کے، ساغر آ گیا، خم آ گیا
رحمتِ یزداں کے ہونٹوں پر تبسم آ گیا

آ گیا جس کا نہیں ہے کوئی ثانی وہ رسولؐ　　روحِ فطرت پر ہے جس کی حکمرانی وہ رسو
جس کا ہر تیور ہے حکمِ آسمانی وہ رسولؐ　　موت کو جس نے بنایا زندگانی وہ رسو

محفلِ سفاکی و وحشت کو برہم کر دیا
جس نے خون آشام تلواروں کو مرہم کر دیا

جوشؔ ملیح آبادی

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماوٰی
یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ

خطا کار سے درگزر کرنے والا
بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسد کو زیر و زبر کرنے والا
قبائل کو شیر و شکر کرنے والا

اُتر کر حرا سے سُوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

مسِ خام کو جس نے کندن بنایا
کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا

عرب جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا
پلٹ دی بس اک آن میں اس کی کایا

رہا ڈر نہ بیڑے کو موجِ بلا کا
اِدھر سے اُدھر پھر گیا رُخ ہوا کا

بتائی انھیں وقت کی قدر و قیمت
دلائی انھیں کام کی حرص و رغبت

کہا: چھوڑ دیں گے سب آخر رفاقت
ہو فرزند و زن اس میں یا مال و دولت

نہ چھوڑے گا پر ساتھ ہرگز تمھارا
بھلائی میں جو وقت تم نے گزارا

الطاف حسین حالی

✻✻✻✻✻

تجھ پر سلام صاحبِ اسرارِ شش جہات — جاگا ہے تیرے نام سے ہنگامۂ حیات
تیری صفت صفت سے جھلکتا ہے حسنِ ذات — تو بحرِ بیکراں ہے سفینہ ہے کائنات

واجب تھا عکس احمدِ بے میم کے لیے
ہفت آسماں اٹھیں تری تعظیم کے لیے

فرمانروائے قلب و نظر، رحمتِ تمام — مردِ جلیل، خضرِ ملل، والیِ انام
تونے خیال و ذہن کو بخشا ہے وہ مقام — تاریخ کی جبیں کے ستارے ترے غلام

تونے عرب کے زندہ جنازوں کو رم دیا
پامالیوں کو منصبِ گردوں حشم دیا

پہلے بھی آچکے تھے رسُولانِ ذی وقار — لیکن رُکی نہ خُلق و مساوات میں بہار
آئی نہ اعتدال پہ رفتارِ روزگار — انساں کو تھا بُتوں کے محاسن پہ اعتبار

بدلا وہ تونے ذہن کو، دل کو، مزاج کو
حیرت شکستہ آئینے لائی خراج کو

ممکن نہیں ہے ارض و سما میں ترا جواب — تجھ سے کیا ہے چاند ستاروں نے اکتساب
منشائے ایزدی ترے باطن پہ بے نقاب — تو وہ نبی ہے تجھ پہ اتاری گئی کتاب

جب بھی قلم چلا ترے حسن و صفات میں
تھے چومکھے چراغ تخیل کے ہات میں

قرآں تری کتاب ہے سرچشمۂ علوم — باہر نہیں ہیں اس سے وہ ذرّے ہوں یا نجوم
ہر لفظ کے جلو میں معانی کا اک ہجوم — سب زیرِ نقد، کیسے روایات کیا رسوم

پرکھا ہے بات بات کو معیارِ دین پر
لہرا دیا شعور کا پرچم زمین پر

تیرا بیاں لطیف، ترا قول معتبر — پست و بلند ہر دو جہاں پر تری نظر
تیرا شعور و فکر ہے، میزانِ خیر و شر — تو آخری رسولؐ ہے یا سیّد البشر

محرابِ سجدہ گاہِ کواکب ہے در ترا
جبریلؑ خوش مقال ہے پیغام بر ترا

انسانیت کو تو نے وہ آئین دے دیا — گویا پیامِ نازش و تمکین دے دیا
عالم کو ذوقِ جلوۂ تزئین دے دیا — ٹوٹے دلوں کو مژدۂ تسکین دے دیا

گونجی صنم کدوں میں صدا لا اِلٰہ کی
صورت نکال دی ہے خدا سے نباہ کی

تو قوت و حیات سراپا ہے یا رسولؐ — تو آشنائے عالمِ بالا ہے یا رسولؐ
تو نطقِ حق، ضمیرِ مسیحا ہے یا رسولؐ — تو دردِ معصیت کا مداوا ہے یا رسولؐ

عزمِ رقم رسا ہے تری بارگاہ تک
روشن ہیں قمقمے سے حدودِ نگاہ تک

احسان دانش

راستہ منزلِ وحدت کا دکھایا تم نے
راہ گم کردہ کو رستے پہ لگایا تم نے
کفر کا نام زمانے سے مٹایا تم نے
خوابِ غفلت سے خدائی کو جگایا تم نے
تم ہو اسلام کا کاشانہ بنانے والے
عیش خانوں کو خُدا خانہ بنانے والے

دانت توڑا، کبھی کفّار نے پتّھر مارے
یار و انصار بھی سرکارؐ کے اکثر مارے
فوجِ اسلام سے چُن چُن کے دلاور مارے
سرکشی کرنے کو لوگوں نے بہت سر مارے
صبر کرتے رہے آپؐ ان کی جفا کاری پر
رہیں ہر وقت نگاہیں کرمِ باری پر

از عرب تابہ عجم نام تمہارا چمکا
شام اور روم میں اسلام تمہارا چمکا
ہر جگہ نیّرِ احکام تمہارا چمکا
خوب ہی نامِ خدا کام تمہارا چمکا
یا نبیؐ کُفر کی بنیاد مٹا دی تم نے
اک نئی آگ ہر اک دل میں لگا دی تم نے

سیمابؔ اکبر آبادی

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

عیاں ہیں صبح کے آثار یا رسُول اللہؐ ··· نظر ہے آئینہ بردار یا رسُول اللہؐ
ہمیں نہیں ہیں طلبگار یا رسُول اللہ ··· یہ سب ہیں طالبِ دیدار یا رسُول اللہ
ہے اپنی حسن پرستی کا اعتراف ہمیں
ملا ہے ہے آئینۂ دل بھی صاف صاف ہمیں
ظہورِ جلوۂ حق کا بیان ہوتا ہے ··· ہے جمع اہلِ نظر امتحان ہوتا ہے
عرب میں ختمِ رسل مہمان ہوتا ہے ··· زمیں پہ عرشِ بریں کا گمان ہوتا ہے
نئے سند لیے نسیمِ سحر جو لائی ہے
تو جنبش پرِ جبریل یاد آتی ہے
ہے بے نقاب تجلّی برس رہی ہے بہار ··· ہے پھُول پھُول شگفتہ کلی کلی سرشار
لبِ سحر پہ ہے رقصاں تبسّمِ گلنار ··· ہے کائنات کا ہر ذرہ دیدۂ بیدار
تڑپ رہی ہے نظر فرش راہ بن جاؤں
ہر ایک شے کو ہوس ہے نگاہ بن جاؤں
وہ نور دیکھا کہ ہر دیدہ ور ہے سجدے میں ··· ہر اک نگاہِ حقیقت نگہ ہے سجدے میں
شعاعِ مہر، جبینِ سحر ہے سجدے میں ··· عجیب وقت ہے یہ ہر نظر ہے سجدے میں
کبھی خیال کی وسعت غلافِ کعبہ ہے
کبھی نگاہ کی گردش طوافِ کعبہ ہے
عجب گھڑی ہے یہ روحِ حیات وجد میں ہے ··· ہر آئینۂ نگہِ التفات وجد میں ہے
تمام سلسلۂ کائنات وجد میں ہے ··· یہ انتہا ہے کہ خود حسنِ ذات وجد میں ہے
جمال دیکھ کے تکمیل ذوقِ دید ہوئی
نگار خانۂ فطرت میں آج عید ہوئی

سراج لکھنوی۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اصلابِ طیبہ سے یونہی نورِ مصطفیٰؐ ··· ارحامِ طاہرہ کی طرف منتقل رہا
جب آمنہؓ کے بطنِ مبارک میں پائی جا ··· وقت آگیا ظہورِ جمالِ جنابؐ کا
خوش تھے ملک، زمانہ عیش و نشاط تھا
ارواحِ انبیاؑ کو عجب انبساط تھا
اے دینِ حق، جہاں کو مبارک ترا رواج ··· اے صدقِ معرفت ہوئی اب تیری احتیاج
اے نورِ حق چمکتا ہے تیرا ستارہ آج ··· اے جہل، عارضہ کا ترے اب ہوا علاج
ٹھوکر سے پائے صدق کے اے لات چُور ہو
بل کی نہ لے ہبل سے کہو، جلد دُور ہو
اے قدسیو! یہ صدق پڑھو آکے اب درود ··· اے ساکنانِ یثرب و بطحا، کرو سجود
اے جذبِ شوقِ دوست، مبارک تجھے صعود ··· واجب ہے آبرو تری اے ممکن الوجود
قبل اس کے اے جہاں تری ہستی ہی کچھ نہ تھی
اے عالمِ شہود، یہ بستی ہی کچھ نہ تھی
اے دینِ حق، نشانِ ظفر اب زمیں پہ گاڑ ··· اے کفر و معصیت، تری بستی ہوئی اجاڑ
افزوں ہے آج طور سے مکّہ کا ہر پہاڑ ··· اے حور اپنے بالوں سے کوہِ حرا کو جھاڑ
کعبہ سے کہہ دو، دل سے کدورت کو صاف کر
جلد آکے آمنہؓ کے مکاں کا طواف کر

لو عبدِ مطلبؓ تمہیں پیارا پسر ملا　　لو آمنہؓ نہالِ شرف کا ثمر ملا
حمزہؓ کہاں ہو بحرِ عطا کا گہر ملا　　بوطالب آؤ عرشِ خدا کا قمر ملا
پوجو قریش خانۂ عبدِ مناف کو
خود عرشِ پاک آئے گا اس کے طواف کو

اے اوّلِ ربیع اس آمد پہ میں نثار　　اُس کبریا کی دولتِ سرمد پہ میں نثار
الطاف و فیض و رحمتِ بے حد پہ میں نثار　　دی نعمتِ بہشت، محمدؐ پہ میں نثار
دوزخ کا اب نہ خوف، نہ دھڑکے عذاب کے
توحید خود بتلائے گی رستے صواب کے

تا عرش ہے ولادتِ مولا کی دھوم دھام　　ہے قدسیوں کا خانۂ ہاشم میں ازدحام
مملو ملائکہ سے ہے بیتِ خدا تمام　　خالی نہیں ہے رحمتِ حق سے کوئی مقام
محبوبؐ حق عدم سے ہیں تشریف لانے کو
آج آپ سرفراز کریں گے زمانے کو

حاضر ہیں در پہ دیر سے موسیٰؑ لیے عصا　　عیسیٰؑ جو دم بخود ہیں، ادب کا ہے اقتضا
کیونکر کریں خلیلؑ نہ شکرانۂ خدا　　دادا کا بھی بڑھا دیا پوتے نے مرتبہ
یعقوبؑ خوش ہیں، نوحؑ کا دل بھی نہال ہے
یحییٰؑ کا رنگ فرطِ مسرت سے لال ہے

اس آفتابِ دیں کا یکایک ہوا ورود　　کعبہ میں سارے بُت ہوئے خم از پئے سجود
حجرے سے اصلِ نور کی جس دم ہوئی نمود　　پہنچا زمیں سے عرش تک آوازۂ درود
خم ہو گیا ہے عرش بھی تسلیم کے لیے
تم بھی اٹھو حضورؐ کی تعظیم کے لیے

شادؔ عظیم آبادی

صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم

شرک حیران، خطا کفر کے اوسان ہوئے
دفترِ ظلم کے اوراق پریشان ہوئے
ناچ گھر ٹوٹ گئے، بُت کدے ویران ہوئے
رنگ محلوں کی تباہی کے بھی سامان ہوئے
گُل ہوئے عیش کے فانوس شبستانوں میں
خاک اُڑتی ہوئی دیکھی گئی میخانوں میں

کس قرینہ سے ہوئی محفلِ ہستی آباد
نہ کوئی نقشِ بدی کا نہ کہیں شر و فساد
خیر و حکمت کے طریقوں کا وہ حُسنِ ایجاد
عمل و قول کی سچائی پہ رکھ دی بُنیاد
علم و دانش کا ہر اک نقش اُبھرتا دیکھا
رنگ تہذیب و تمدن کا نکھرتا دیکھا

صنفِ نازک کو اُڑھائے گئے جلباب و خمار
عصمتِ زن کے حفاظت کے یہ پاکیزہ حصار
سُود خواری کی تو بنیاد ہی کر دی مسمار
جُرم ٹھیرائے گئے رقص و غنا خمر و قمار
رنگِ تقدیس دیا باغ کے ہر خوشے کو
روشنی ملنے لگی زیست کے ہر گوشے کو

شاعری کو بھی عطا خلعتِ تطہیر ہُوا
صنفِ نازک کو بھی منشورِ ہدایت کا مِلا
عقل اور دِل کے تقاضوں کو ہم آہنگ کیا
دِین و دُنیا میں ہُوا حُسنِ توازن پیدا
خُوب و ناخُوب کا معیار جو تقویٰ ٹھیرا
نخوتِ جاہ کا چڑھتا ہُوا پارا اُٹھیرا

ہر بُرائی کو دِیا دیس نکالا جس نے
ڈگمگاتے ہُوتے اِنساں کو سنبھالا جس نے
آدمیت کو نئے طرز پہ ڈھالا جس نے
کر دیا مشرق و مغرب میں اُجالا جس نے
اسی انسان کو محبُوبِ خُدا کہتے ہیں
نام سُنتے ہیں تو سب صلِّ علیٰ کہتے ہیں

مدح خواں جس کے رہے حضرتِ داؤد و کلیم
جس کی آمد کی دُعا اور لبِ ابراہیم
نام قرآن میں جس کے ہیں رؤف اور رحیم
جس کی سیرت کو مِلا معجزۂ خُلقِ عظیم
کچھ نہیں دِین و یقیں جس کی محبت کے بغیر
جرم ہیں قول و عمل جس کی اطاعت کے بغیر

ماہر القادری

کیوں نہ سو جاں سے ہو گلزار بہارِ معنی
محوِ رنگینیٔ تصویر سراپائے نبیؐ
یہ وہ صُورت ہے کہ دیکھی نہ سُنی ایسی کبھی
تھی یہی شکلِ مقدّس کہ ازل میں جو کھچی
ناز سے خامۂ قدرت نے کہا ' واہ رے میں !
اور تصویر یہ بول اٹھی کہ اللہ رے میں !

کیسی تصویر کہ ہے صبحِ بہارِ امکاں
کیسی تصویر کہ ہے آئنہ پردازِ جہاں
کیسی تصویر کہ ہے لوح و قلم نُور افشاں
کیسی تصویر کہ ہے کلکِ مصوّر ' نازاں
کیسی تصور کہ سب صلِّ علیٰ کہتے ہیں
کیسی تصویر کہ سب جلَّ علیٰ کہتے ہیں

کیسی تصویر جسے کھینچ کے نقّاشِ ازل
خود لگا کہنے کہ ہر وصف میں ہے تو افضل
تیری صورت سے کھلے معنیٔ ما قلّ و دل
انبیاء شرحِ مفصّل ہیں تو متنِ مجمل
تو ہے خورشید ' ترے سامنے انجم ہیں نجمی
تو ہے شمسیّہ تصوّر میں تو سب ہیں قطبی

محسنؔ کاکوروی

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وسلم

اپنی دنیا سے ہے خالق کو محبّت بے حد
ہے گنہگار پہ اللہ کی رحمت بے حد
تھے نہاں تیرگی میں رازِ مشیّت بے حد
صبح سے قبل ہُوا کرتی ہے ظلمت بے حد

تھا مشیّت کا ارادہ کہ سویرا ہو جائے
اس لیے چاہتی تھی، خوب اندھیرا ہو جائے

دہر پر لامعِ قدرت کو ترحّم آیا
بارشِ نُور سے دنیا میں تراکُم آیا
یک بیک قلزُمِ رحمت میں تلاطُم آیا
ظلمتیں دیکھ کے جلووں کو تبسّم آیا

مرتعش ہو کے تجلّی کی شعاعیں سمٹیں
اپنے مرکز کی طرف نُور کی مَوجیں سمٹیں

خالقِ نُور نے کی آپ فروزاں اک صبح
ہو گئی مشرقِ رحمت سے نمُایاں اک صبح
یعنی جھلکی اُفقِ نُور سے تاباں اک صبح
جگمگا اٹھی سرِ مطلعِ فاراں اک صبح

نورِ قندیلِ رسالت کا سہارا لے کر
آ گیا ختمِ نُبوّت کا اجارہ لے کر

ارمان اکبر آبادی

صلی اللہ علیہ وسلم

حُبِّ نبیؐ ہے طاعتِ کامل کا ایک راز
قائم ہے جس سے اہلِ صداقت کا امتیاز
صہبائے پاک ہے، اِسے پیتے ہیں پاکباز
ہوتا ہے اس سے اور فزُوں جذبۂ نیاز

عاشق جو آپؐ کا ہے وُہی حق پرست ہے
صادق وُہی ہے حُبِّ نبیؐ میں جو مست ہے

ہے مسلکِ خواص، نہیں عشق رسمِ عام
بے اِتّباع جذبۂ حُبِّ نبیؐ ہے خام
خُلقِ عظیم ہے مرے محبُوبؐ کا مقام
لے سوچ کر محبّتِ خیرُ البشرؐ کا نام

اِک پیکرِ محاسنِ کردار بَن کے آ
آئینہ دارِ سیّدِ ابرارؐ بن کے آ

مضمونِ عشق بھی وُہی، عنوان بھی وُہی
دل بھی وُہی، نظر بھی وُہی، جان بھی وُہی
شانِ نزول بھی وُہی، قرآن بھی وُہی
ایمان کی تو یہ ہے کہ ایمان بھی وُہی
دُنیا بھی اُن کی، دارِ بقا بھی اُنہی کا ہے
کہہ دُوں نہ کھول کر کہ خدا بھی اُنہی کا ہے

گو بے خبر ہُوں فخرِ رُسلؐ کے مقام سے
پنہاں نہیں یہ نکتہ مگر اس غلام سے
حق نے سب انبیاؑ کو پکارا ہے نام سے
لیکن یہاں خطاب ہے خاص اہتمام سے
اسلوبِ اختیار عجب دلنشیں کیا!
حضرتؐ کو نام لے کے مخاطب نہیں کیا!

اک لفظِ خاص اُن کے کمالات میں کہا
اک حرفِ شوق شرحِ مقامات میں کہا
سِرِّ نہاں رموز و اشارات میں کہا
کُھل کر کہا اگرچہ کنایات میں کہا
"یا ایُّھا النّبی" سے مخاطب کیا کبھی
طٰہٰ انہیں کہا کبھی یٰسٓ کہا کبھی

محشر رسول نگری

جاذبیت تجھ میں کیوں ہے اس قدر خاکِ حجاز
ہے تری ترکیب میں پنہاں کشش کا کیا وہ راز
آفرینش مبتلا تیری، جہاں پامالِ ناز
تیرا ہر ذرہ ہجومِ سجدۂ فرقِ نیاز
ہے ہوا تیری کہ موجِ بادۂ سرجوش ہے
تیری خاموشی ہے یا اِک شورِ ناؤ نوش ہے
لوگ کہتے ہیں کہ تھی وحشت کدہ تیری زمیں
تیرے رہنے والے تھے جہل و دنائت سے قریں
تیری ہر وادی تھی قزاقوں کی گویا اِک کمیں
نام بھی تہذیب کا اس میں نہ تھا باقی کہیں
نابلد تھے رحم سے فرزند تیری خاک کے
کیونکہ دلدادہ تھے وہ خونریزیٔ بے باک کے
ناگہاں تیری اسی وحشت نے بدلا اپنا رنگ
دیکھ کر جس کو فراست رہ گئی دنیا کی دنگ
علم نے لی جہل کی جا، امن نے لی جائے جنگ
فطرتیں جو کج تھیں، سیدھی ہو گئیں مثلِ خدنگ
اضطرارِ دل معاً راحت کا ساماں ہو گیا
دیکھتے ہی دیکھتے کانٹا گلستاں ہو گیا

چیز کیا تھی وہ کہ جس سے ہوگیا یہ انقلاب
چہرۂ انسانیت کس نے دکھایا بے نقاب
کون تھا جس نے صداقت سے کیا کشفِ حجاب
کیسے بے پردہ ہُوا رمزِ حقیقت انتساب
کردیا کس نے نمایاں جلوۂ مستُور کو
کس نے زندہ کردیا پھر داستانِ طور کو

مشعلِ فطرت کا جب شعلہ ہوا تجھ سے بلند
کفر یوں غائب ہوا جس طرح منقل سے سپند
تھی نظربندی نہ کوئی اور نہ افسوں کی کمند
پھر بھی تھے شاہ و گدا تیرے ہی در کے دردمند
کیوں نہ پھر تو اے عرب، عالم کا سجدہ گاہ ہو
آہ جب تجھ میں ظہورِ ابن عبداللہ ہو

وہ نبیؐ جو لطف و راحت کے سوا اور کچھ نہ تھا
وہ نبیؐ، ہاں جو محبت کے سوا اور کچھ نہ تھا
وہ نبیؐ، وہ جو عنایت کے سوا اور کچھ نہ تھا
وہ نبیؐ جو رفق و الفت کے سوا اور کچھ نہ تھا
ہاں وہی جو سر بسر رحمت تھا عالم کے لیے
ناخدا تھا کشتیٔ اولادِ آدم کے لیے

—— نیازؔ فتحپوری

کردار اُس کا حسنِ عمل کا جواب ہے
گفتار اُس کی فکر و بصیرت کا باب ہے
وہ امن و آشتی کا مکمل نصاب ہے
وہ چلتی پھرتی ایک سماوی کتاب ہے

جاں حرف و علم و فکر نے اس پر نثار کی
تصنیفِ آخریں ہے وہ پروردگار کی

جو جسمِ کائنات میں ہے جان وہ رسول
عادات جس کی سورۂ رحمٰن وہ رسول
ہر بات جس کی آیۂ قرآن وہ رسول
جو ہے خدا کا آخری فرمان وہ رسول

پیغمبری کی پھر کوئی صورت نہیں رہی
بعد اس کے پھر کسی کی ضرورت نہیں رہی

جو جاگتا ہے نیند کی حالت میں وہ رسول
ہے منفرد جو وصفِ شجاعت میں وہ رسول
جو مہرباں ہے شانِ جلالت میں وہ رسول
لرزاں ہے کفر جس کی عدالت میں وہ رسول

نظریں اُٹھیں تو دشمنِ عیّار گر پڑے
کافر کے سخت ہاتھ سے تلوار گر پڑے

روحِ کلیم و جانِ مسیحا کہیں اُسے
رشکِ جمالِ یوسفِ یکتا کہیں اُسے
جس میں ازل ابد ہوں وہ لمحہ کہیں اُسے
کیسے نہ دو جہاں کا خلاصہ کہیں اُسے

جنبش میں ہے جہان کی نبضِ حیات میں
وہ مرتعش ہے خونِ رگِ کائنات میں

انور جمال

اُٹھی گھٹا وہ کعبہ کے پردوں سے جھوم کر — وہ چھاگئی فلک پہ فضائیں گئیں نکھر
ہے سرمدی سرور کی بارش جہان پر — لا ایک جام اور پلا، ایک اور بھر
رندوں کی آج عید ہے مستوں کی عید ہے
ساقی حرم کے بادہ پرستوں کی عید ہے

تاریکیوں کا دور دلِ مضمحل گیا — چمکا نصیب گوہرِ مقصود مل گیا
ملت کے دل کا غنچۂ افسردہ کھل گیا — ہستی کا چاک دامنِ اُمید سل گیا
وہ نورِ چشمِ آمنہ پاکؓ آ گئے
دنیا میں آج سیّدِ لولاکؐ آ گئے

ظلمت کدوں کو دہر کے اِک روشنی ملی — ہر مضمحل نگاہ کو تابندگی ملی
بیمار زندگی کو نئی زندگی ملی — غم خوردہ و شکستہ دلوں کو خوشی ملی
فیضِ جمالِ ماہِ عرب آج عام ہے
مسرور و شادکام زمانہ تمام ہے

دورِ سرور و کیف کی جلوہ گری ہوئی — کشتِ اُمید سوکھ چکی تھی، ہری ہوئی
زندہ ہے پھر ہر ایک تمنّا مَری ہوئی — ہے آج ہر فقیر کی جھولی بھری ہوئی
جاگے نصیب، روز ملا عیدِ نور کا
صدقہ ہے یہ ولادتِ پاکِ حضورؐ کا

اختر الحامدی

اس شان، اس ادا سے ثنائے رسولؐ ہو
ہر شعر شاخِ گل ہو، تو ہر لفظ پھول ہو
حُضّار پر سحابِ کرم کا نزول ہو
سرکار میں یہ نذرِ محقّر قبول ہو

ایسی تجلّیوں سے ہو معراج کا بیاں
سب حاملانِ عرش سُنیں آج کا بیاں

دل سوختوں کے دل کا سویدا کہوں اسے
پیرِ فلک کی آنکھ کا تارا کہوں اسے
دیکھوں جو چشمِ قیس سے، لیلیٰ کہوں اسے
اپنے اندھیرے گھر کا اجالا کہوں اسے

یہ شب ہے یا سوادِ وطن آشکار ہے
مشکیں غلافِ کعبۂ پروردگار ہے

ہر سمت سے بہار نواخوانیوں میں ہے
نیسانِ جودِ رب گہر افشانیوں میں ہے
چشمِ کلیمؑ جلوے کے قربانیوں میں ہے
غلِ آمدِ حضورؐ کا روحانیوں میں ہے

اک دھوم ہے، حبیبؐ کو مہماں بلاتے ہیں
بہرِ بُراق خلد کو جبریلؑ جاتے ہیں

مولانا حسنؔ رضا خاں بریلوی

لوگو سنو جناب رسالت مآبؐ ہیں — شانِ رسولِؐ صاحبِ سیفؐ و کتاب ہیں
ماحیؐ لقب نبیؐ ملاحمؐ کے باب ہیں — کرتا ہوں فکر مدح تو جوشِ خطاب ہیں
مصرع زباں پہ آتا ہے زورِ کلام سے
تلوار کی طرح سے نکل کر نیام سے

نعتِ رسولؐ کا یہ طریقہ عجب نہیں — سمجھیں عوام داخلِ حدِّ ادب نہیں
لیکن یہ طرزِ خاص مرا بے سبب نہیں — شیوہ سپاہیوں کا نوائے طرب نہیں
رائج ہزار ڈھنگ ہوں ذکرِ حبیبؐ کے
شاہیں سے مانگیے نہ چلن عندلیب کے

مانا حبیبِ خالقِ اکبر رسولؐ کو — خیرالوریٰ و شافعِ محشر رسولؐ کو
عینِ النعیم ساقیِ کوثر رسولؐ کو — شمع و چراغِ مسجد و منبر رسولؐ کو
لیکن جو ذاتِ مدحِ بشر سے بلند ہے
ہم سے یہ پوچھیے کہ ہمیں کیوں پسند ہے

جب بھی سپاہیوں سے پیمبرؐ کو پوچھیے   خندق کا ذکر کیجیے خیبر کو پوچھیے
بدر و اُحد کے قائدِ لشکر کو پوچھیے   یا غزوۂ تبوک کے سرور کو پوچھیے

ہم کو حنین و مکہ و موتہ بھی یاد ہیں
ہم اُمتیِ بانیِ رسمِ جہاد ہیں

رسمِ جہاد حق کی اقامت کے واسطے   کمزور و ناتواں کی حمایت کے واسطے
انصاف امن اور عدالت کے واسطے   خیر الممات مرگِ شہادت کے واسطے

لڑتے ہیں جس کے شوق میں ہم جھوم جھوم کر
پیتے ہیں جامِ مرگ کو بھی چُوم چوم کر

لاکھوں درود ایسے پیمبرؐ کے نام پر   جو حرف "لاتخف" سے بناتا ہُوا نڈر
اک جاوداں حیات کی بھی دے گیا خبر   یعنی خدا کی راہ میں کٹ جائے سر اگر

ہم کو یقین ہے کبھی مرتے نہیں ہیں ہم
اور اس لیے کسی سے بھی ڈرتے نہیں ہیں ہم

رحمان کیانی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وہ دہر میں ہے پرچمِ حکمت کا پاسباں
ایمان کا امین، فراست کا پاسباں
وحدت کے ہر گلاب کی نکہت کا پاسباں
بندہ ہے گلستانِ مشیّت کا پاسباں
ہاتھوں میں اس کے باگ بہار و خزاں کی ہے
تو کیا سمجھ سکے گا، وہ خوشبو کہاں کی ہے

انسانیت کے چہرۂ افضل کی روشنی
وہ آدمی ہے آخر و اوّل کی روشنی
خورشید کی سپاہِ مسلسل کی روشنی
صدیوں پہ پھیلتی ہوئی اک پل کی روشنی
لایا ہے وہ فلک سے اجالے زمین پر
ورنہ تمام رنگ تھے کالے زمین پر

بیمار، بے سکت کو توانائی دے گیا
ہر بے شعور آنکھ کو بینائی دے گیا
بکھرے ہوئے ہجوم کو یکتائی دے گیا
طرزِ وغا، تمیزِ صف آرائی دے گیا
اللہ کی لگن کو قرینہ بنا دیا
انسانیت کے نام پہ جینا سکھا دیا

سیف زُلفی (لاہور)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اندیشۂ خزاں سے ہُوئی مطمئن بہار
اب بُلبلوں کو ہوگا گلستاں پہ اختیار
تھے جس کی واسطے مہ و انجُم بھی بے قرار
یعنی بساطِ دہر پہ پھر آ گیا نکھار
چمکی ہے اُس کے نور سے کونین کی جبیں
ہے آسماں سے اونچی مدینے کی سرزمیں

گلشن کی آبرُو ہے، گلستاں کی آبرُو
مکتب کی آبرو ہے، دبستاں کی آبرو
بزمِ فلک کی، مہرِ درخشاں کی آبرو
طاقِ حرم کی، شمعِ شبستاں کی آبرو
خلّاقِ کائنات کا یہ شاہکار ہے
اللہ کے جمال کا آئینہ دار ہے

دامن کی وسعتوں سے ہیں کونین تابدار
زلفوں سے کائنات کی ہر بزم مُشکبار
ابرُو کا عکس آیۂ قوسین کا وقار
چشمِ کرم پہ کوثر و تسنیم ہے نثار
چہرہ خدائے کون و مکان کی کتاب ہے
جنبش لبوں کی مصحفِ ناطق کا باب ہے

سیّد ہلالؔ جعفری

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اِنسانیت کو جس نے دیا اِس قدر کمال
خود جھومتا ہے فخر سے عرفانِ ذوالجلال
ہر شے کو ہے زوال، مگر یہ ہے لازوال
یزدانِ بے مثال کا محبوبِ بے مثال
جب کچھ نہ تھا تو صرف نبیؐ تھا خدا کے پاس
کونین کا جواز تھا گویا خدا کے پاس

محروم تھا بہار سے ہستی کا گلستان
عنواں تو تھا، مگر نہ تھی موجود داستان
عالم تھا ہو کا ہر طرف چھایا ہوا وہاں
تخلیق سے تھے دُور زمین اور آسماں
لوح و قلم نہ عرشِ عُلیٰ کا وجود تھا
احمدؐ تھے حمد خواں تو وہ محوِ درود تھا

نازاں ہے جس پہ ذاتِ خداوندِ کائنات
باندی ازل سے جس کی ہے دوشیزۂ حیات
عرشِ علیٰ نورد، امیرِ رہِ نجات
مخلوقِ کُل میں صدق کا مرکز ہے جس کی ذات

مصدر ہے جو یقین کا حق کی کلید ہے
ہر لمحہ جس کی ذات کا نُورِ سعید ہے

ہر شان سے بلند محمدؐ کی شان ہے
قدموں میں جس کے سویا ہوا آسمان ہے
دل، قلزمِ رؤف، نظر مہربان ہے
لیکن مزاجِ حق کا بھی جو رازداں ہے

جس کا کلام حق ہے حقیقت نیوش ہے
مرضی نہیں ہے اس کی تو یہ بھی خموش ہے

ماہ و نجوم، حسنِ فلک، مہرِ خوب رُو
پھیلا ہُوا اُفق سے پرے یہ جہان ہُو
لوح و قلم، وہ عرشِ عُلیٰ، نور چار سُو
آئینے کی طرح ہیں محمدؐ کے روبرو

حق نے دیا ہے علم اسے کائنات کا
ہے کس قدر شعور اسے اپنی ذات کا

ساغر مشہدی

احساس پہ چھائی ہوئی یثرب کی گھٹا ہو
ہر شعر میں گل ریز، مدینے کی ہوا ہو
مجبوب جہاں مدحتِ محبوبؐ خدا ہو
یارب مجھے اس بار یہ توفیق عطا ہو

اِس طرح کروں ذکر رسولِ عربیؐ کا
بلبل کہیں سب لوگ مجھے باغِ نبیؐ کا

خورشید کی کرنوں سے تجلّی کو نچوڑوں
اِس طرح ستارے حسیں آفاق سے توڑوں
اِس طرح مہ و مہر کو قرطاس پہ موڑوں
یوں انجم و مہتاب کو الفاظ سے جوڑوں

الفاظ میں گرمی ہو اگر مہرِ تپاں کی
مصرعوں میں چمک آئے نظر کاہکشاں کی

اِک چشمۂ ظلمات کی خورشید پنا ہی
تحریر کو "واللیل" کی مل جائے سیا ہی
افکار میں در آئے وہ قرآں نگا ہی
دے سورۂ والنجم کی ہر لفظ گوا ہی
وہ نور ملے، بارگہِ شاہِ اُممؐ سے
روشن ہو قلم، روشنئ لوح و قلم سے

میں اور کہاں مدحتِ سرکارِ مدینہ
لفظوں میں سمٹ آئے ہیں انوارِ مدینہ
احساس میں ہے نکہتِ گلزارِ مدینہ
بے اذنِ محمدؐ، سرِ دربارِ مدینہ
لب کھول سکوں مجھ میں یہ جراٴت ہی کہاں تھی
اِتنی مری گویائی میں طاقت ہی کہاں تھی

الفاظ ہیں یا زُہرہ و ناہید کے آنچل
جذبات کے ہاتھوں میں ہے انوار کی چھاگل
ہے دیدۂ افکار میں وجدان کا کاجل
برسے ہیں مری روح پہ الہام کے بادل
اِس نعت میں جو نورِ ازل گھول رہی ہے
یہ میں تو نہیں، حُبِّ نبیؐ بول رہی ہے

یہ خاک، محمدؐ کی قدم بوس رہی ہے
اِس واسطے شاداب ہے پھولوں سے لدی ہے
یہ اُن کے تصدّق میں بہاروں سے سجی ہے
خوش بخت ہے یہ اُن کی طرف دیکھ چکی ہے
گر اُس رُخِ روشن کی تجلّی میں نہ کھوتی
اِس خاک پہ اِک صبح نمودار نہ ہوتی

ہاں نازشِ ہر نام و نسب ہیں تو وہی ہیں
ہاں جن و ملائک کا ادب ہیں تو وہی ہیں
ہاں شاہِ عجمؐ، شاہِ عربؐ ہیں تو وہی ہیں
ہاں خلقتِ دنیا کا سبب ہیں تو وہی ہیں
موجود سرِ ہر دو جہاں کچھ نہیں ہوتا
سرکارؐ نہ ہوتے تو یہاں کچھ نہیں ہوتا

جب کچھ بھی نہ تھا، آپ تو موجود تھے جب بھی
یہ روشنئ روز، یہ تاریکئ شب بھی
یہ شاہد و مشہود، یہ علّت یہ سبب بھی
مٹ جائیں گے سب، آپ نظر آئیں گے تب بھی
اِک سلسلۂ نور ہیں خود ذاتِ اَحد کا
اِک رشتۂ دائم ہیں ازل اور اَبد کا

کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ایقان ہے کافی
کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ وجدان ہے کافی
کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ قرآن ہے کافی
انسان کا اللہ پہ ایمان ہے کافی

خاکم بدہن، اب وہ وساطت نہیں باقی
اب بیچ میں احمدؐ کی ضرورت نہیں باقی

یہ وہم غلط ہے، یہ روا ہو نہیں سکتا
حق لطفِ محمدؐ کا ادا ہو نہیں سکتا
یہ کارِ جہاں اُن کے سوا ہو نہیں سکتا
قرآن محمدؐ سے جدا ہو نہیں سکتا

ہاں لازم و ملزوم ہیں جلوہ بھی نظر بھی
سورج ہی کے پہلو سے ابھرتی ہے سحر بھی

افسوس کہ معیارِ نظر، کتنا گرا ہے
رُخ جس کی تجلّی سے اندھیروں کا پھرا ہے
وہ سب کا نبیؐ فرقہ پرستوں میں گھرا ہے
جو منکرِ سرکار ہے احمق وہ نرا ہے

جو اُن سے پھرے، اُس کی شفاعت نہیں ہوتی
بے اسمِ محمدؐ تو عبادت نہیں ہوتی

صہبا اختر

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وہ زمیں جس پر نزولِ رحمتِ باری رہے
وہ زمیں جس پر سُرورِ سرمدی طاری رہے
وہ زمیں، فیضان کا چشمہ جہاں جاری رہے
وہ زمیں جو عظمتِ کونین پر بھاری رہے
وہ زمیں جس کی بلندی سے فلک شرمندہ ہے
وہ زمیں جس کی فضا میں عرش بھی رقصندہ ہے
وہ زمیں جس نے قدم چومے شہِ لولاکؐ کے
وہ زمیں جس نے ورق روشن کیے ادراک کے
وہ زمیں، ملحق ہیں جس سے راستے افلاک کے
وہ زمیں جس پر بسے شیدا رسولِ پاکؐ کے
جس زمین پاک پر گونجی صدائے لا الٰہ
چومتی ہے قدسیانِ عرش کی جس کو نگاہ
وہ زمیں، روضہ ہے جس پر سیّدِ ابرارؐ کا
وہ زمیں، رشتہ ہے جس سے عرش کے انوار کا
وہ زمیں، ہے ربط جس سے حشر تک سرکارؐ کا
وہ زمیں مسکن بنی جو احمدِ مختار کا
جس زمیں کو چوم کر روشن ہوئے شمس و قمر
جس زمیں پر خودبخود سجدے میں جھک جائے نظر

فدا خالدی دہلوی (کراچی)

اے عندلیبِ خامہ ، چہک باغِ نعت میں
اے غنچۂ نقاط ، مہک باغِ نعت میں
اے سبزۂ سطور ، لہک باغِ نعت میں
اے مرغِ ہوشِ دل ، نہ بہک باغِ نعت میں
غنچہ صفت نہ بند ہو ، منقار وا رہے
ہر زمزمہ میں نعتِ رسولِؐ خدا رہے

طور پر حضرتِ موسیٰؑ رہے ، آگے نہ بڑھے
اور عیسیٰؑ بھی فقط چرخِ چہارم پہ رہے
خضر و الیاس یہیں دشت میں ، دریا میں پھرے
سب مقامات یہ تھے پائے نبیؐ کے نیچے
عرشِ اعظم پہ رُکا جا کے کفِ پا کس کا
یا نبیؐ ! تیرے سوا رُتبہ ہے ایسا کس کا

اب تو للہ کرو نظر کرم یا مولاؐ !
خون برساتے ہیں یہ دیدۂ نم یا مولا
تاب فرقت کی نہیں ، تیری قسم یا مولا
حسرتیں زیادہ ہیں اور زیست ہے کم یا مولا
جلوۂ نورِ خدا نورِ نظر کب ہو گا
یا نبیؐ ! آپ کی چوکھٹ پہ مرا سر کب ہو گا

ممتاز گنگوہی

زائرو ، تم کو مبارک رہے حُور و جنت
ہم کو طیبہ کی گلی اور جمالِ حضرتؐ
مجھ کو واللہ بہت ہوگی جناں میں وحشت
بس مدینہ کی گوارا نہیں مجھ کو فرقت
آنکھ اٹھا کر نہ کبھی خُلد کو دیکھوں گا اگر
سامنے روضۂ انور کے جما ہو بستر

واعظو ! تم کو تمنّا ہے ، ملے خلدِ بریں
ہم فزوں اس سے سمجھتے ہیں مدینہ کی زمیں
عرصۂ حشر سے ہم لوٹ کے جائیں گے وہیں
تم کو فردوس کی خواہش ہے ، مگر ہم کو نہیں
کس کو سودا ہے یہاں خُلد کے بازاروں کا
کام جنّت میں ہے کیا ہم سے گنہگاروں کا

اک جہاں ہائے ہوا جاتا ہے زوّارِ نبیؐ
کیا خدا میں ہی نہیں لائقِ دربارِ نبیؐ
حسرتیں دل میں یہ لے جائے گا بیمارِ نبیؐ
مر گیا ، پر نہ ملا سایۂ دیوارِ نبیؐ
دیدۂ دل ہے اسی رنج سے گریاں اب تک
نہ ہوا روضۂ پُر نور پہ قرباں اب تک

ممتاز گنگوہی

سرِ بالیں فرشتہ مَوت کا جب آئے یا اللہ
عذابِ جاں کنی سے دل نہ کچھ گھبرائے یا اللہ
نہ مرتے مرتے دل سے یاد تیری جائے یا اللہ
تصوّر جلوۂ رُوئے نبیؐ دکھلائے یا اللہ
زباں پر کچھ نہ ہو، بس ہو تو نعرہ "یا محمدؐ" کا
بوقتِ مرگ ہو پیشِ نظر روضہ محمدؐ کا

وصف میں تیرے، قلم کا ہے اٹھانا بے کار
بخدا تو وہ حسیں ہے کہ خدا کرتا ہے پیار
نور کا تیرے ہُوا نورِ خدا سے اظہار
کیا بھلا ہم سے غریبوں کی محبت کا شمار

حُسنِ صورت سے بڑھا مرتبہ کیا کیا تیرا
جس نے پیدا کیا، وہ بھی تو ہے شیدا تیرا

عشقِ نبیؐ کا داغ ہے لالہ کے سینہ میں
شبنم پھرے ہے تیرتی گُل کے سفینہ میں
بلبل جو غرق پھرتی ہے اپنے پسینہ میں
مصروف ہے وہ مدحتِ شاہِ مدینہؐ میں
کہتی ہے چہچہا کے کہ یا افضل البشرؐ!
"بعد از خدا بُزرگ توئی قصہ مختصر"

ممتاز گنگوہی

وہ ختمِ رُسل محسنِ کُل عالی نسب ہیں
وہ شانِ کرم جانِ حرم فخرِ عرب ہیں
وہ لغزشِ آدم کی تلافی کا سبب ہیں
اور عظمتیں اُن کی ابھی دریافت طلب ہیں
یہ رمزِ خُدا ہے اِسے رہنے دو یہیں تک
اُس راز سے واقف نہیں جبریلِ امیں تک

انساں ہیں مگر عظمتِ انساں بھی وہی ہیں
بندے ہیں مگر مظہرِ یزداں بھی وہی ہیں
توقیرِ حرم کعبۂ ایماں بھی وہی ہیں
قرآں بھی وہی حاملِ قرآں بھی وہی ہیں
اُن جیسا یہاں بعدِ خُدا کوئی نہیں ہے
سب کچھ ہیں وہی اُن کے سوا کوئی نہیں ہے

نام اُن کا زباں پر دمِ تحریر جو آئے
خوشبو کبھی قرطاس کے دامن سے نہ جائے
الفاظ پہ پڑنے لگیں ادراک کے سائے
تحریر میں اک حُسنِ خدا داد سمائے
اک نُور اُتر آئے خیالوں کی جبیں پر
سر فرشِ زمیں پر ہو نظر عرشِ بریں پر

جس نام کو اللہ نے تحریر کیا ہے
جس نام کو قرآن سے تعبیر کیا ہے
جس نام کو آفاق کی تقدیر کیا ہے
جس نام پہ کونین کو تعمیر کیا ہے
وہ نام محمدؐ ہے مگر کیسے لکھا جائے
کس طرح سمندر کسی کوزے میں سما جائے

قصریٰ کانپوری

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حرفِ دُعا ہُوں صوتِ پذیرائی دے مجھے
دیکھوں نظر کی اوٹ وہ بینائی دے مجھے
یادِ رسولؐ، پیار کی سچائی دے مجھے
مدحِ نبیؐ، قرینۂ گویائی دے مجھے
کاغذ کی ناؤ ڈال رہا ہوں بہاؤ پر
تنکا بھی پاؤں رکھنے چلا ہے الاؤ پر

مَیں اور وصفِ شاہِ پیمبر رقم کروں
بادل قلم بنے تو سمندر رقم کروں
کیا کیا میں لوحِ ارض و سما پر رقم کروں
دُنیائیں اور ہوں تو وہ پیکر رقم کروں

تا حشر اگر حیات مری مُسترد نہ ہو
اُس کی قسم ہے اُس کے قصیدے کی حد نہ ہو

رُخ ہے کہ آئینے میں مُصوّر سجا ہُوا
آواز، جیسے نغمۂ فِطرت چھڑا ہُوا
آغوش، جس طرح درِ کعبہ کھُلا ہُوا
ماتھے کی ہر لکیر پہ قرآں لِکھا ہُوا

کانپے جلالِ عرش مزاجِ حلیم سے
جنّت کو راہ جائے قدِ مستقیم سے

شفقت، جو اپنوں پہ وُہی اغیار کے لیے
جُرأت، ندائے زلزلہ کہسار کے لیے
مُحنت، سند غریب و جفا کار کے لیے
عظمت، مثال ہی نہیں اظہار کے لیے

پرواز ہے بہت مِری فکرِ حقیر کی
پہنچے نہ گرد کو بھی خُدا کے سفیر کی

مظفر وارثی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ کیسی آج ہر شے پر مسرت چھائی جاتی ہے — ہوا جنت بداماں ہے فضا اترائی جاتی ہے
چمن کی ڈالی ڈالی شوق میں اٹھلائی جاتی ہے — سمٹ کر ایک مرکز پر تجلی آئی جاتی ہے

فضائیں گونج اٹھتی ہیں درودوں کی صداؤں سے
جگایا جا رہا ہے شاہِ دیں کو التجاؤں سے

شبِ معراج ہے روح الامیں تشریف لائے ہیں — شفیع المذنبیں کو محوِ خواب ناز پاتے ہیں
سرِ تسلیم کو پائے مبارک پر جھکاتے ہیں — ادائے خاص سے شاہِ دو عالم کو جگاتے ہیں

زباں پر یہ سخن ہے رحمت للعالمیں جاگو
خدا تم کو بلاتا ہے شفیع المذنبیں جاگو

سواری کیلئے شہ کی براقِ تیز گام آیا — جو شوخی اس نے کی تو آپ نے دستِ کرم پھیرا
بہت ہی شان سے اس پر سوار اگر ہوئے مولا — حریم ناز سے نکلے گئے تا مسجد اقصیٰ

نگاہوں میں مقامِ شوق کی تصویر اتر آئی !
جہاں آنکھ آپ کی جھپکی وہیں منزل نظر آئی !

شبِ معراج کیا صلِّ علیٰ شانِ رسالت تھی — امام دو جہاں تھا اور نبیوں کی جماعت تھی
ہر اک ذرّے کے دامن میں بھی اک چھوٹی سی جنت تھی — زمیں سے آسماں تک الغرض رحمت ہی رحمت تھی

ہوئے فارغ شہِ دیں جب نماز با جماعت سے
روانہ ہو گئے عرشِ بریں کو شان و شوکت سے

براق تیز دم تا آسماں مثلِ ہوا لایا — فضائے قدس کی جانب چلا ہر لحظہ اترایا
ٹھہر کر یک بیک جبریل نے حضرت سے فرمایا — بس اب مجھ کو اجازت ہو مقام منتہیٰ آیا

یہ رتبہ آپ ہی کا ہے میں اس کو پا نہیں سکتا
خدا حافظ بس اب میں اس سے آگے جا نہیں سکتا

غرض وہ آمنہؓ کے گھر کی زینت ناز کا پالا — روانہ ہو گیا رفرف پہ سوئے عالمِ بالا
برس نکلا زمیں پر آسماں سے نور کا جھالا — بصد عظمت خدا سے مل گیا جا کر خدا والا

خدا کے راز کی باتوں کو بندہ کوئی کیا جانے
جنابِ رحمت للعالمیں جانیں خدا جانے

گنہگاروں کی خاطر بخشش کا سبب آئے — خدائے دین و دنیا سے ہزاروں نعمتیں لائے
بہار آئی فضائیں گنگنائیں پھول اترائے — گلستاں میں شگوفے کھل گئے مدت کے مرجھائے

کوئی چیز اپنے مرکز سے ہٹی مطلق نہ ہلتی تھی
ہوئے واپس تو بستر گرم تھا زنجیر ہلتی تھی

محشر بدایونی

اے رفعتِ آدم کے علمدار محمدؐ — اے حاملِ گنجینۂ اسرار محمدؐ
اے جوہرِ آئینۂ کردار محمدؐ — تو نقدِ حقائق کا ہے معیار محمدؐ

ہے کون نہیں جو شرفِ ذات کا قائل
عالم ہے ترے درسِ مساوات کا قائل

ہے اہلِ نظر میں سرِ فہرست ترا نام — بگڑی ہوئی دنیا کو بنانا تھا ترا کام
سمجھا دیے تو نے عملاً معنیٔ اسلام — اسلام حقیقت میں ہے اک امن کا پیغام

بل رہ گئے سب ظلم کی رسّی کے نکل کے
دم تو نے لیا زاویۂ فکر بدل کے

نفرت کا عداوت کا نشاں دل سے مٹایا — بھولا ہوا الفت کا سبق یاد دلایا
افلاس کے مارے ہوئے انساں کو جلایا — آئینۂ تعمیرِ زمانے کو دکھایا

ہے نقشِ قدم میں ترے وہ نور کا عالم
موسیٰؑ ہوں تو محسوس کریں طور کا عالم

سعادت نظیر

بارک اللہ ہے کیا شانِ ربیع الاوّل　　ہیں شگفتہ گلِ بُستانِ ربیع الاوّل
کیوں نہ ہو جاؤں میں قربانِ ربیع الاوّل　　ہر کہ و مہ ہے ثنا خوانِ ربیع الاوّل

ارض سے تا بہ فلک نُور سے معمور ہے آج
ہر ملک، جن و بشر شاد ہے مسرور ہے آج

دھوم ہے گلشنِ اسلام میں آئی ہے بہار　　غیرتِ خُلدِ بریں بن گیا صحنِ گُل زار
نو عروسانِ چمن پر ہے قیامت کا نکھار　　قمریاں نغمہ سرا ہیں تو غزلخواں ہیں ہزار

شور ہے ماہِ عربؐ، مہرِ عجم آتا ہے
لو مبارک ہو، شہنشاہِ اُمم آتا ہے

آج ہے عطر فشاں پھولوں سے دامانِ صبا　　آج ہیں باغ میں مُرغانِ چمن نغمہ سرا
آج ہر سمت ہے چھائی ہوئی رحمت کی گھٹا　　آج ہے پھیلی ہوئی مہرِ نبوّت کی ضیا

روشنی وہ ہے کہ خورشید بھی شرمندہ ہے
زرفشاں خاک کا ہر ذرّہ تابندہ ہے

آگیا کفر و ضلالت کا مٹانے والا　　آگیا کلمۂ توحید پڑھانے والا
آگیا راہ ہدایت کی دکھانے والا　　آگیا کشتیٔ اُمت کا بچانے والا

آیتِ رحمتِ حق، ہادی و رہبر آیا
مظہرِ نورِ خدا، شافعِ محشرؐ آیا

—— حافظ محمد یعقوب اوج گیاوی

مہکی ہوئی ہوا کا مجھے لمس جب ملا
میرے تصورات کا در مثلِ گُل کھلا
افکار کے دریچوں سے آنے لگی صدا
کیا خوب حق نے تجھ کو یہ موقع عطا کیا

اٹھ، مدح خوانِ سیدِ عالی مقام ہو
چل اے گناہ گار ذرا نیک نام ہو

الفاظ دست بستہ مرے سامنے ہیں سب
جانچا ہے میں نے خوب ہر اک لفظ کا نسب
تھرا رہا ہے پھر بھی قلم، کیا لکھوں لقب
میں پیشِ آفتاب مثالِ چراغِ شب
کیسے بیاں ہو مرتبہ عالی وقار کا
لاؤں کہاں سے ڈھنگ میں پروردگار کا

ادیب رائے پوری

فخرِ آدم رحمۃ للعالمین ص پیدا ہوئے　　گھر میں عبداللہ رض کے ختم المرسلین ص پیدا ہوئے
انبیا کی بزم کے کرسی نشیں پیدا ہوئے　　شاہدِ حق، مالکِ دنیا و دیں پیدا ہوئے

وہ ہوئے پیدا، جہاں جن کے لیے پیدا ہوا
یہ زمیں، یہ آسماں جن کے لیے پیدا ہوا

آپ ص کا ہر فعل تھا بچپن سے فطرت کے قریں　　آپ ص کو سارا عرب بچپن سے کہتا تھا امیں
آپ ص کے اخلاق کا انداز اک تھا حسیں　　آپ ص کا اخلاقِ حسنہ خُلق میں خُلق آفریں

آپ ص حق گو تھے، امیں تھے، صاحبِ انصاف تھے
آپ ص کی اک ذات میں پیدا سبھی اوصاف تھے

بُت پرستی ایک مدت تک رہا جن کا شعار　　ہو کے تائب حق پرستی کی انہوں نے اختیار
جو خزاں دیدہ چمن تھے، ان میں پھر آئی بہار　　چڑھ رہے تھے اب وہ دریا، جن کا کل تک تھا اُتار

اُڑ گئی، چھائی ہوئی تھی جو گھٹا ادبار کی
اللہ اللہ جلوہ ریزی آپ ص کے انوار کی

سید محمد علی آذر جالندھری

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اے رسولِ ص پاک! اے پیغمبرِ ص عالی وقار
چشمِ باطن بیں نے دیکھی تجھ میں شانِ کردگار
تیرے دم سے گُل نظر آتے ہیں وہ عرفاں کے خار
خوبیوں کا ہو تری کیوں کر بھلا ہم سے شمار

نور سے تیرے، اندھیرے میں درخشانی ہوئی
تیرے آگے آبروِ کفار کی پانی ہوئی

اک جہالت کی گھٹا تھی چار سُو چھائی ہوئی
ہر طرف خلقِ خدا پھرتی تھی گھبرائی ہوئی
شاخ دینداری کی تھی بے طرح مرجھائی ہوئی
لہلہا اُٹھی، تری جب جلوہ آرائی ہوئی

تیرے دم سے ہو گئیں تاریکیاں سب منتشر
پا گئی راحت ترے آنے سے چشمِ منتظر

بشن سنگھ بیکل

جس پر ہوئی ہے ختم نبوت وہ تاجدار

جس زاویے سے دیکھئے ہے نورِ کردگار

جو بات ہے کتابِ خدا سے ہے ہم کنار

حُسنِ عمل سے اُس کے ہے اسلام کا وقار

دشمن بھی مانتے ہیں کہ اعلیٰ صفات ہے

بے عیب ہر جہت سے پیمبرؐ کی ذات ہے

ہے عالمین کے لیے رحمت نبیؐ کی ذات

وہ شان ہے کہ تابعِ فرماں ہے کائنات

پہنچی ہیں تا بہ عرشِ الٰہی تجلیات

اس شان کی شہید ہے معراج کی وہ رات

جب عرش پر اک عبد تھا معبود کے قریب

سالک تھا اپنی منزلِ مقصود کے قریب

مسعود رضا خاکی

معبود! مجھے مدحتِ احمدؐ کا شرف دے

شعروں کو مرے لفظ و معانی کے صدف دے

ہونٹوں کو فقط ذکرِ محمدؐ کا شغف دے

گر شعر ہی دینے ہیں تو الہام بکف دے

ہر شعر میں بہتے ہوئے دریا کی صفت ہو

جبریلؑ اٹھائے ہوئے لفظوں کی لغت ہو

رتبہ مرے افکار کا ہر طرح سوا ہو

اظہار نیا اور نئی شان ادا ہو

سرکارؐ کی توصیف کی توفیق عطا ہو

لکھوں وہ قصیدہ جو کسی نے نہ لکھا ہو

لفظوں میں عجب حسن و قرینہ نظر آئے

گر غور سے دیکھوں تو مدینہ نظر آئے

لفظوں کی تپش ایسی کہ سورج بھی پگھل جائے

کاغذ نہ کہیں سوزِ غمِ عشق سے جل جائے

یوں میرا قلم مدحتِ سرکارؐ میں چل جائے

میری، مرے ماں باپ کی قسمت ہی بدل جائے

لکھتا ہی رہوں نعت ، وہ قرطاسِ ہنر دے
لکھنے کو قلم کی جگہ جبریلؑ کا پر دے

مجھ کو بھی وہ توصیفِ نبیؐ کے ہُنر آئیں
میں نعت لکھوں اور وہ مجھ کو نظر آئیں
یوں لفظ مرے نعت میں ڈھل کر نکھر آئیں
جیسے کہ زمینوں پہ صحیفے اتر آئیں

جو شعر میں کہہ دوں، وہ گلِ تر کی طرح ہو
یعنی کہ روانی میں سمندر کی طرح ہو

تا عمر رہے میرا قلم یونہی خمیدہ
لکھتا ہی رہوں آپؐ کے اوصافِ حمیدہ
تا حشر مری روح پڑھے ان کا قصیدہ
مر جاؤں تو یہ جسم بنے "نعت جریدہ"

نسلیں مری یوں عمر دوامی میں چلی جائیں
آقاؐ کے غلاموں کی غلامی میں چلی جائیں

خالد عرفان (کراچی)

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نعت کیا ہے، مدحتِ خیر البشرؐ ، خیر الورٰی
نعت کیا ہے، دونوں عالم میں محمدؐ کی ثنا
نعت کیا ہے، روح و جاں میں گرمیٔ صلِّ علٰی
نعت کیا ہے، دل کے آئینے میں عکسِ مصطفٰیؐ

کیا کہوں رعنائیوں کا کون سا انداز ہے
نغمۂ عشقِ رسولِ پاکؐ کا آغاز ہے

نعت کیا ہے سرمدی جذبات کی ترسیل ہے
نعت کیا ہے لاالٰہ کے نور کی ترتیل ہے
نعت کیا ہے قصرِ حُسن و عشق کی تکمیل ہے
نعت کیا ہے حکمِ ربّی کی فقط تعمیل ہے

رحمت و بخشش کی ارزانی ہے نعتِ مصطفٰیؐ
دیدہ و دل کی ثناخوانی ہے نعتِ مصطفٰیؐ

نعت کیا ہے عشق کے ساگر میں غرقابی کا نام
نعت کیا ہے میرے ہر جذبے کی سیرابی کا نام
نعت کیا ہے ہجر میں سانسوں کی بیتابی کا نام
نعت کیا ہے گنبدِ خضرا کی شادابی کا نام

نعت ہے بے آب صحراؤں میں پانی کی سبیل
نعت ہے اسمِ محمدؐ ہی کا اک نقشِ جمیل

ریاض حسین چودھری

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وسلم

وہ نور جو قندیلِ سرِ عرش تھا مشہور
جو رازِ نہاں علمِ الٰہی میں تھا مستور
جس حُسن سے تھے کون و مکاں جلوہ گہِ نور
جس حُسن کی لَو روشنیٔ برقِ سرِ طور
جس نور کا حسنِ ازل آئینہ بنا تھا
جس گل کی مہک پر چمنِ قُدس فدا تھا

اُس نور سے مہر و مہ و اختر ہوئے پیدا
لوح و قلم و گنبدِ اخضر ہوئے پیدا
اقلیمِ جہاں، سات سمندر ہوئے پیدا
جنّ و ملک و جُملہ پیمبرؐ ہوئے پیدا
بنیاد پڑی سلسلۂ قالب و جاں کی
ظاہر ہوئی مخلوق خدائے دوجہاں کی

وہ نورِ شبِ مہ، وہ دُرِ افشانیٔ انجُم
وہ گلشنِ فردوس میں غنچوں کا تبسّم
وہ کوثر و تسنیم کی موجوں کا تلاطُم
رضواں کے وہ نغمات، وہ حوروں کے ترنّم
چھائی ہوئی رحمت نظر آتی ہے جہاں پر
اک نور برستا ہے در و سقفِ مکاں پر

سریر کابری گیاوی

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کہتے ہیں شاعری ہے کمالِ مصوّری
رُوحِ خیال و جانِ تصوّر ہے شاعری
تصویر ایسی کھینچ! دِکھا ایسی ساحری
پہنچے نہ جس کی گرد کو بھی سحرِ سامری
شوخی وُہ ہو اَدا میں کہ بہزاد مان لے
مانی بھی رنگ دیکھ کے اُستاد مان لے
ہے عزم آج حُلیۂ سرور رقم کروں
یعنی ضیائے نور کو میں مرتسم کروں
طُوبیٰ سے شاخِ نو کوئی لے کر قلم کروں
قط گیسرِ بادِ نو سے قلم کو دو دَم کروں
بے چین ہوں بہت قلمِ مُو کے واسطے
جنّت کو جاؤں حُور کے گیسو کے واسطے

خواجہ دل محمد

صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم

انسانیت کے نام پہ انسان داغ تھا — ظلمت کی آندھیوں میں خودی کا چراغ تھا
تاراج پت جھڑوں سے محبّت کا باغ تھا — اوجھل نگاہِ دل سے خدا کا سُراغ تھا
قحطِ خلوصِ عام تھا کشتِ حیات میں
سیلابِ شر کا زور تھا اِس کائنات میں

پھر یُوں ہوا کہ ایک ستارا چمک اُٹھا — تاریکیوں میں نور کا دھارا چمک اُٹھا
انسانیت کا ماند نظارا چمک اُٹھا — طوفان بے بہا میں کنارا چمک اُٹھا
تاریک زندگی کو نیا نُور مل گیا
آنکھوں کو ایک جلوۂ مستُور مل گیا

سج دھج سے لگ رہا ہے وہی آ رہے ہیں آج — سب ذرّے آفتاب بنے جا رہے ہیں آج
ہفت آسمان میں پر بچھے جا رہے ہیں آج — غنچے دلوں کے پھُول بنے جا رہے ہیں آج
دنیائے آب و گل میں نیا انقلاب ہے
نُورِ خدا کا پیشِ نظر آفتاب ہے

انسان کو خدا سے ملانے وہ آ گئے — دل میں خدا کی شان بڑھانے وہ آ گئے
دل کی نظر سے دیکھ زمانے، وہ آ گئے — ہم عاصیوں کو غم سے چھُڑانے وہ آ گئے
مہماں زمیں پہ آئے ہیں عرشِ عظیم کے
پیغام لے کے آئے ہیں ربِّ کریم کے

شریف شیوہ (لاہور)

نورِ حبیبؐ حق تھا عجب نورِ پُر ضیا
جس پر چمک تھی مہرِ منوّر کی بھی فدا
اس نور کی ضیا سے بخلّاقِ دوسرا
پیدا دوازدہ ہوئے پردے بصد صفا
یہ جاہ انبیاء میں کسی کو ملا نہیں
پیغمبروں میں کوئی حبیبِ خدا نہیں

پرَ تو سے نُورِ پاک کے پھر حق نے ایک بار
دریائے نُور خَلق کیے بیس آبدار
عزّ و شرف ہیں جن کے، کتابوں سے آشکار
قربان عکسِ نُورِ شہِ آسماں وقار
ایسی ضیا نصیب کہاں آفتاب کو
جو ضَو ملی تھی نورِ رسالت مآبؐ کو

جب قُلزُمِ اخیر سے نکلا وہ باوفا
اس نور سے خدائے خلائق نے یہ کہا
اے بادشاہِ کون و مکاں، فخرِ انبیا
پہلے تمام خَلق سے پیدا تجھے کیا
برتر ہے تیرے نُور کی ضَو مہر و ماہ سے
رُتبہ ترا رفیع ہے عرشِ الٰہ سے

میر فدا علی فدا اثار لکھنوی

ارضِ بطحا میں ہوئی پیدا اشرف خیر الانام — کر دیا کامل خدا نے دین و ملت کا نظام
مرکزِ توحید ہے مکے میں گو بیت الحرام — خاکِ طیبہ میں مگر ہے دفن وہ عالی مقام
جس شرف سے بہرہ ور تھی وادیٔ ام القریٰ
اب وہی فضلِ خدا سے ارضِ طیبہ کو ملا

اے مدینے کی زمیں، اے مدفنِ خیر الوریٰ — اللہ اللہ تجھ کو کیا اللہ نے رتبہ دیا
باغِ جنت سے تجھے اک حصۂ وافر ملا — تو بنی راحت گہِ آں سرورِ ملکِ ہدیٰ
بیخ نخلِ مذہبِ اسلام اصل تجھ میں ہے
جسمِ ملت کل جہاں میں ہے مگر دل تجھ میں ہے

سبز گنبد تجھ میں ہے رشکِ تجلی گاہِ طور — اس میں سوتا ہے حبیبِ خالقِ ربِ غفور
اس کا منظر روحِ مسلم کو کرے محوِ سرور — اس پہ ہر دم رحمتِ ربُ العلیٰ کا ہے ظہور
رہبرِ کونین اور گنجِ ہدایت ہے وہی
جس زمیں میں ہے وہ پنہاں خاکِ جنت ہے وہی

—— عبدالمجید صدیقی

وجودِ عالمِ امکاں ہوا جب حکمِ قدرت سے
تو چھینٹے چار سو اڑنے لگے دریائے رحمت سے
عناصر بھی گلے ملنے لگے مہر و محبت سے
ہوئی آراستہ بزمِ دو عالم حسنِ فطرت سے
وہ نورِ سرمدی آدم کی پیشانی پہ جا بیٹھا
وہ محبوبِ الٰہی جسمِ انسانی میں جا بیٹھا
یہی نورِ ازل خود غایتِ امکانِ عالم تھا
یہی وہ نور تھا جو باعثِ تخلیقِ آدم تھا
یہی دنیائے محزوں میں چراغِ خانۂ غم تھا
یہی وہ روشنی تھی جس سے کفر و جہل کو رم تھا
یہی پیغمبروں میں منتقل ہوتا رہا برسوں
یہی سب ہادیانِ خلق کا تھا رہنما برسوں

بڑی ہی منتوں کے بعد شامِ منتظر آئی
شبِ اندوہ و غم گزری سعادت کی سحر آئی
رہینِ ہجر کو تسکین کی صورت نظر آئی
کہ کانوں میں ندائے آمدِ خیر البشرؐ آئی

ہر اک بیٹھے ہُوئے دل میں خوشی کا ولولہ اُٹھا
ہر اک جانب سے شورِ آمدِ خیر الوریٰ اُٹھا

غریبوں کے نہالِ آرزوئے دل میں پھل آئے
گرے مینارِ کسریٰ کفر و بدعت میں خلل آئے
بجھا آتشکدہ جب مظہرِ نورِ ازل آئے
زمیں چومی بُتوں نے سجدے میں لات و ہبل آئے

امینِ آمنہؓ سے بزمِ ہستی جگمگا اُٹھی
زمانے بھر میں امیدوں کی کھیتی لہلہا اُٹھی

جگن ناتھ کمال

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اُٹھ رہے ہیں چشمِ بیتاب نظارہ سے حجاب — چھٹ رہے ہیں مطلعِ فکر و تجسس سے سحاب
ہو چلیں ذوقِ تصور کی نگاہیں کامیاب — رُخ سے لیلائے تمنا نے الٹ دی ہے نقاب

روشنی ہے آرزو و شوق کی قندیل میں
جلوہ گر ہے ایک صبحِ پُر ضیا تخئیل میں

جس کی آمد باعثِ بیداریٔ انساں، وہ صبح — جس نے عالم کو دکھایا جلوۂ ایماں، وہ صبح
قصۂ روز و شبِ کونین کا عنواں، وہ صبح — ساتھ تھا جس کے درودِ رحمتِ یزداں، وہ صبح

ہاں وہ صبحِ پُر ضیا، سرکارؐ جب تشریف لائے
اِس جہاں میں احمدِ مختارؐ جب تشریف لائے

احمدِ مختار، مختارِ نظامِ کائنات — احمدِ مختار، ہادی و امامِ کائنات
احمدِ مختار، روحِ صبح و شامِ کائنات — احمدِ مختار پر لاکھوں سلامِ کائنات

اے کہ پتھر کو زباں دیتی ہے تیری اک نظر
اے کہ تیرے اک اشارے سے ہوا شق القمر

شافعِ روزِ قیامت، رحمۃً للعالمیں — صاحبِ لولاک، مہمانِ سرِ عرشِ بریں
فخرِ عیسیٰؑ، نازشِ آدمؑ، امام المرسلیں — واقفِ رازِ نہانِ اوّلین و آخریں

رہبرِ لطف سراپا سیدِ خیر الانامؐ
برگزیدہ ہادیٔ عالی نسب، عالی مقام

منظر غازی آبادی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آگئے جن کا نہیں ہے کوئی ہمسر، وہ رسولؐ
جن کو کہیے نورِ حق، محبوبِ داور، وہ رسولؐ

جو ہیں عالم بھر میں ہر بہتر سے بہتر، وہ رسولؐ
جو شفیعِ عاصیاں ہیں، وہ پیمبر، وہ رسولؐ

نغمۂ صلوات سے اُمّ القریٰ آباد ہے
ہیں فضائیں نور افزا، ساعتِ میلاد ہے

آفتابِ رُشد چمکا، تیرگی چھٹنے لگی
خوف و ظلم و ظلمت و ذلت کی شب کٹنے لگی

ہر رکاوٹ راستی کی راہ سے ہٹنے لگی
گھٹتی گھٹتی تیرگی اذہان سے گھٹنے لگی

راہ سے بھٹکے ہوئے سنبھلے کہ رہبر آگئے
رہنمائے دین و دنیا، سب کے سرور آگئے

آگئے، جن کی نظارے جستجو کرتے رہے
جن کے بارے میں ستارے گفتگو کرتے رہے

جن کی خاطر پھول شبنم سے وضو کرتے رہے
انبیاء بھی جس نبیؐ کی آرزو کرتے رہے

ہر خوشی لکھی گئی، ہر بہتری لکھی گئی
آپؐ آئے تیرگی پر روشنی لکھی گئی

چار سُو پھیلا گئی یہ خوش خبر بادِ نسیم
دارِ عبدالمطلبؓ میں آگئے دُرِّ یتیم

نوعِ انساں پر خدا نے کر دیا لطفِ عمیم
آگئے ہے جن کی آمد، ایک احسانِ عظیم

جن کے ہاتھوں، جس کو جو درکار تھا بانٹا گیا
شش جہت میں صدقۂ خیر الوریٰؐ بانٹا گیا

محمد حنیف نازش قادری (کاموکے)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ایسی ہستی جس کی دربانی کرے رُوح الامینؑ
جس کی جولاں گاہ میں شامل رہا عرشِ بریں
جس کے نقشِ پا کو چُومے آسمانوں کی زمیں
جس کی چوکھٹ سے ملا ہر شخص کو حرفِ یقیں
جس کا فرمُودہ مشیّت کی صَدا بنتا گیا
جس پہ بھی ڈالی نظر، وہ باوفا بنتا گیا

جس کے ہاتھوں میں تھی گویا آسمانوں کی طناب
جس نے خود ترتیب دی تھی کُل جہانوں کی کتاب
جس کے دم سے پیکرِ توحید پر آیا شباب
جس نے انساں کو بنایا دہر میں عزّت مآب
جس کی تشریف آوری بخشش کا ساماں بن گئی
جس کی خاطِر رحمتِ حق پل میں قرآں بن گئی

نور کو ترسی ہوئی مُجوں نے پایا وہ جمال
پہلی بار انسان نے دیکھے خود اپنے خدّوخال
آنکھ حیراں تھی کہ بینائی ملی تھی لازوال
لفظ ششدر تھے کہ تھا گویائی کا اوجِ کمال
دل کبھی جو سنگ تھے، اب سبزۂ نورستہ تھے
خار جتنے تھے، وہ سارے صُورتِ گلدستہ تھے

افضّل منہاس

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

روشن بیاضِ دل پہ خدا کے اصول کر — اے بوترابِ ذہن ثنائے رسولؐ کر
ضوبار شاخ سطر پہ مدحت کے پھول کر — ہاں اے قلم تو تختِ ورق پر نزول کر

ہو حرف حرفِ سخن تری آرزو کے نثار
جبرئیل آگہی تری پرواز کے نثار

دیکھا قریب اپنے جو تیرے جمال کو — اللہ نے سرد کر دیا سورج کے تھال کو
پیغمبری نے چھو لیا حدِ کمال کو — اِک لازوال ملنے لگا لازوال کو

تارے قدم کی دھول سے بنتے چلے گئے
گنبد جدھر سے چاند اُبھرتے چلے گئے

معراج پر بُلایا توانائی مِل گئی — سدرہ کو آج زینت و زیبائی مل گئی
جبرئیل کے پروں کو بھی رعنائی مل گئی — اللہ کو بھی انجمن آرائی مل گئی

آواز آ رہی ہے یہی بامِ عرش سے
سردار انبیاء کو بلایا ہے فرش سے

توڑے ہیں جس نے کفر کے آلات وہ رسولؐ — رحمت کی لے کے آیا جو بارات وہ رسولؐ
جنت کے بانٹتا ہے محلات وہ رسولؐ — قرآں کی جس پہ اُتری ہیں آیات وہ رسول

یہ ختم مرسلین ہے نبوت میں فرد ہے
شعلہ بدن کو چھو نہ سکا ایسا مرد ہے

اللہ جس پہ ناز کرے اس قدر شکیل — اُم الکتاب جس کی رسالتؐ کی ہے دلیل
گونجی ہے دو جہاں میں یہ آوازِ جبرئیل — جس دل میں اس کی حُب ہو وہ جنت کا سنگِ میل

کعبے میں روشنی کی علامت ہے یہ رسولؐ
روزِ ازل سے زندہ سلامت ہے یہ رسولؐ

حیدر گردیزی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ آرزو ہے، نعتِ شہِ دوسراؐ لکھوں
شرحِ کتابِ خلوتِ غارِ حرا لکھوں
انسان کا عروج لکھوں، ارتقا لکھوں
انسانیت کی شان لکھوں، انتہا لکھوں
لفظوں سے مرحلہ یہ مگر سَر ہو کس طرح
کُوزہ میں یعنی بند سمندر ہو کس طرح

فخرِ انام، شاہِ امم، سیّدُ البشرؐ
حق بین و حق شناس و حق آرا و حق نگر
کیا کوئی حرف گیر ہو اُس کے بیان پر
ہر نقطہ محترم ہے تو ہر لفظ معتبر
خواہش سے اپنی لب جو کبھی کھولتا نہیں
جب تک نزولِ وحی نہ ہو، بولتا نہیں

سردارِ بزمِ سِرِّ نبوت کہیں جسے
تکوینِ کائنات کی غایت کہیں جسے
دشتِ بلا میں سایۂ رحمت کہیں جسے
انسان کی خود اپنی ضرورت کہیں جسے
بے آسرا تھے جتنے، اُنہیں آسرا دیا
وہ جس نے فرقِ بندہ و آقا مٹا دیا

خاور رضوی

لقب قرآن میں ہے، رحمتُ للعالمیں جس کا
محمدؐ مصطفےٰ، صلِّ علیٰ، جس کو کہے دنیا
غضب کہ دامنِ جنگل میں وہ بچہ رہے تنہا
کہ جو آقا یتیموں کا، انیسِ بیکساں ٹھہرا
سمجھ میں کچھ نہیں آتا، عجب یہ رازِ اُلفت ہے
یہی محبوبیّت ہے کیا؟ یہی شانِ محبت ہے

عرب کا تاجور، سلطانِ ہر ملک و عجم کہیے
بہارِ باغِ جنت، وارثِ لوح و قلم کہیے
متاعِ کُنت و کنزاً کا، امینِ محترم کہیے
ضیائے دونوں عالم، زینتِ عرش و حرم کہیے
بھلا ایسے بشر کی شان میں، انسان کیا سمجھے
کہ جس کی شان میں نازل ہوا قرآن، کیا سمجھے

خادمؔ اجمیری

اخبارِ نعت

حضرت حسانؓ نعت ایوارڈ کا اعلان

حضرت حسانؓ حمد و نعت بک بینک پاکستان نے دوسرے حضرت حسانؓ نعت ایوارڈ کا اعلان کردیا ہے۔ مُنصفین کے فیصلے کے مطابق مسرور کیفی کی کتاب سجدۂ حرف، لطیف اثر کی صحیفۂ نعت اور راسخ عرفانی مرحوم کی نکہت حرا دوسرے حضرت حسانؓ نعت ایوارڈ کی مستحق قرار دی گئیں۔ مُنصفین میں جناب ڈاکٹر سیّد ابوالخیر کشفی، ڈاکٹر یُونس حسنی اور پروفیسر حسنین کاظمی شامل تھے۔

(راحیل عثمان)
سیکرٹری نشرواشاعت

گوجرانوالہ میں محافلِ نعت

✿ جامع مسجد عُثمانیہ رضویہ محلّہ گوبند گڑھ نزد کالج روڈ گوجرانوالہ میں زیرِ سرپرستی مولانا محمد سلیم شہزاد سعیدی (خطیب مسجد عثمانیہ) ایک عظیم الشّان سالانہ محفلِ نعت ۲۶ ن ۱۹۹۱ء بروز جمعرات بعد از نمازِ عشاء منعقد ہُوئی۔ صدرِ محفل جناب الحاج الحافظ عبد الوحید، سرپرست مولانا محمد سلیم شہزاد، مہمانِ خصوصی جناب حاجی خالد عزیز نقشبندی تھے۔ محفلِ پاک میں مقامی علماء حضرات کے علاوہ کثیر تعداد میں عُشّاقِ نعت نے شرکت کی۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض جناب صدر الزمان نے انجام دیئے۔ محفلِ پاک کا آغاز جناب قاری طاہر محمود صاحب نے تلاوتِ قرآن پاک سے کیا۔ محفلِ نعت کے مہمان نعت خواں محمد یوسف میمن (کراچی) کے علاوہ صاحبزادہ کریم سلطان (لاہور) محمد عارف ماجد، محمد یُوسُف نقشبندی، محمد ساجد قادری، محمد اصغر، محمد اقبال شاذلی اور دیگر مقامی نعت خواں حضرات نے شرکت کی۔

✿ مرکزی انجمن عندلیبانِ ریاضِ رسولؐ گوجرانوالہ کے زیرِ اہتمام کل پاکستان

عظیم الشان ۱۳ویں سالانہ محفلِ نعت ۲۷ مئی ۱۹۹۱ء (پیر) کو بعد از نمازِ عشاء جامع مسجد نقشبندیہ مجدّدیہ بی بلاک ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ میں منعقد ہوئی۔ صدرِ محفل جناب سیّد ریاض الدین سہروردی کراچی، قائد مولانا الحاج محمد سعید احمد مجددی اور مہمانِ خصوصی مولانا عبد العزیز چشتی تھے۔ محمد یوسف میمن (کراچی)۔ منظور الکونین (راولپنڈی)۔ فصیح الدین سہروردی (کراچی)۔ شیخ ادریس احمد (راولپنڈی)۔ محمد لیاقت (بورے والا)۔ منیر حسین ہاشمی (ملتان)۔ غلام حسن قادری (پشاور)۔ فیروز الدین سہروردی (کراچی)۔ شیخ محمد ادریس، محمد عارف ماجد کے علاوہ کثیر تعداد میں مقامی نعت خواں حضرات نے شرکت کی۔

محفلِ پاک کا آغاز محمد اعظم چشتی۔ محمد شفیق مجددی نے تلاوتِ قرآن پاک سے کیا۔

(محمد سعید۔ گوجرانوالہ)

ماہنامہ نعت لاہور کا فون نمبر تبدیل ہو گیا ہے۔

نیا فون نمبر: 463684

یہ بات منکشف ہے خدا کے کلام سے
خالق نے ہر نبی کو پکارا ہے نام سے
لیکن یہ پیار ہے اسے خیر الانام سے
خالق پکارتا ہے انہیں اہتمام سے

منصب خطاب ہے کبھی نسبت خطاب ہے،
قرآں میں یہ شانِ رسالت مآبؐ ہے

مکّہ میں گھر خدا کا نہیں وجہِ افتخار
جب آپ ہوں مکین تو مکّہ کی ہے بہار
کھاتا ہے اس بلد کی قسم ربِ ذی وقار
اس شان کی قسم سے جھلکتا ہے کتنا پیار

محبوبِ حق ہے جس کو ہے نسبت حضورؐ سے
اللہ کو ہے کتنی محبت حضورؐ سے

ڈاکٹر مسعود رضا خاکی

نظمِ جہاں، بیانِ مُسلسل، گواہ کا
وقتِ رواں، غبار، محمدؐ کی راہ کا
مہتاب، ایک پھول قبائے سیاہ کا
خورشید، اِک اُڑا ہُوا ریزہ نگاہ کا
چلتی ہُوئی ہوائیں پیادے رسُولؐ کے
احکامِ حق ہیں دیکھوں ارادے رسُولؐ کے

جینا ہے درمیانِ گمان و یقیں مجھے
ناپائیداریوں پہ بھروسہ نہیں مجھے
پیوند کی طرح نہ لگا لے زمیں مجھے
زخمِ فراق چاٹ نہ جائے کہیں مجھے
جی کھول کے مَیں روؤں گا گنبد کے سامنے
لے چل درُود مجھ کو محمدؐ کے سامنے

مظفر وارثی

۶- احادیث اور معاشرہ

حسنِ معاشرت کے بارے میں آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیس احادیثِ مبارکہ کی تشریح -

دوسرا ایڈیشن - صفحات ۱۵۲ - قیمت ۱۸ روپے

۷- ماں باپ کے حقوق

کتاب ۱۷ ابواب پر مشتمل ہے - کتاب کی تالیف میں ۲۷ سے زیادہ کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے - اپنے موضوع پر حرفِ آخر کی حیثیت رکھتی ہے - صفحات ۱۱۲ - قیمت ۲۱ روپے

۸- اقبال، قائدِ اعظم اور پاکستان

بانیِ پاکستان، حکیم الامت اور مملکتِ خداداد پاکستان کے بارے میں نہایت اہم تحریر - دوسرا ایڈیشن - صفحات ۱۶۰ - قیمت ۳۰ روپے -

۹- اقبال و احمد رضا - مدحت گرانِ پیغمبر

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علامہ اقبالؒ اور مولانا احمد رضا خان بریلویؒ کی قدرِ مشترک عشقِ رسول علیہ التحیۃ والتسلیم پر ایک جامع تحریر - تیسرا ایڈیشن - صفحات ۱۱۲ - قیمت ۱۰ روپے

۱۰- راج دلارے

بچوں کیلیے ایڈیٹر "نعت" کی نظمیں - دوسرا ایڈیشن - دو رنگی طباعت - صفحات ۹۶ - قیمت ۱۸ روپے

۱۱- تحریکِ ہجرت ۱۹۲۰ء

تحریکِ ہجرت ۱۹۲۰ء کے اسباب و علل اور اس کے عواقب و نتائج کا یہ پہلا تاریخی اور تحقیقی تجزیہ ہے جسے حقائق کی روشنی میں دیکھا اور پرکھا گیا ہے - دوسرا ایڈیشن - صفحات ۴۶۴ - قیمت ۸۵ روپے

۱۲- منشورِ نعت

اردو اور پنجابی نعتیہ فردیات کا مجموعہ - صفحات ۱۷۶ - قیمت ۵۰ روپے

آپ کو جن کتابوں کی ضرورت ہو ان کی قیمت بھیج دیں کتابیں فوراً بھیج دی جائیں گی

اختر کتاب گھر اظہر منزل - نیو شالامار کالونی - ملتان روڈ - لاہور

ایڈیٹر نعت کی نئی تالیفات

حمد و نعت

مضامین: اسلام میں توحید کا تصور - حمد، حامد اور محمود - احادیث میں حمدِ خداوندی - حمدیہ شاعری میں ذاتی حوالہ - بارگاہِ خداوندی میں ملت کی فریاد - حمد اور نعت کا تعلق - حمد میں نعت کی صورتیں - قرآن مجید میں نعت - صحابہ کرامؓ اور نعت - نعت کیا ہے - نعت کی تعریف - نعت میں احترام رسالت کے تقاضے - آشوبِ عصر اور نعت - نعت میں شمائل و فضائل کا بیان - نعت میں اظہرِ عجز - نعت میں افتخار کی صورتیں ـــــ ۲۹ حمدیں (جن میں نعت بھی ہے) اور "نعت کیا ہے" کے موضوع پر ۲۰ نظمیں اور حمد کے موضوع پر اب تک شائع ہونے والی کتابوں کا تعارف

۲۰۸ صفحات ـــ مضبوط جلد ـــ خوبصورت چار رنگا گرد پوش ـــ قیمت: ۴۸ روپے

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یوم ولادتِ سرکارؐ ۱۲ ربیع الاول یا ۹ ربیع الاول (ایک تحقیقی مقالہ) ظہورِ قدسی (نعتیہ نثر پارے) مستانہ بزمِ مولود (خواجہ حسن نظامی کی اچھوتی تحریر) محافلِ میلاد (تاریخی و تحقیقی جائزہ) عربی مولود نامے، حیاتِ طیبہ میں ربیع الاول کی اہمیت (سیرت النبی کا نیا رخ) قبۃ مولد النبیؐ، میلاد کا فلسفہ ـــ اور دوسرے مضامین کے علاوہ ۸۰ کے قریب میلادیہ نعتیں - ۳۳۶ صفحات - خوبصورت اور مضبوط جلد جاذبِ نظر گرد پوش - قیمت ۷۲ روپے

مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مدینۂ طیبہ کی فضیلت و فوقیت - مدینۃ الرسول کے اسمائے مقدسہ - مدینہ، تاجدارِ مدینہ کی نظر میں - زیارتِ مدینہ کی اہمیت - مدینۂ منورہ میں حاضری کی تمنا - سرکارؐ کا شہر - "مدینہ شناسی" - روضۂ سرکارؐ - زیارتِ روضۂ اطہر کی خواہش معنیٔ محبت اور حدودِ نیت - تاریخ و آثارِ مدینہ - "مدینہ" سرزمینِ محبت - مدینہ سفرناموں کی روشنی میں، اردو شاعری اور مدینۂ طیبہ - نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا - پنجابی نعت میں مدینۃ الرسول کا ذکر ان مضامین کے علاوہ مدینۃ النبی پر ۲۹ نظمیں اور "مدینہ" ردیف کی ۲۸ نعتیں -

۲۰۸ صفحات ـــ مضبوط جلد - دیدہ زیب گرد پوش ـــ قیمت: ۴۸ روپے

مکتبہ ایوانِ نعت رجسٹرڈ نزد جامع مسجد سنی رضوی نیو شالامار کالونی، ملتان روڈ - لاہور

ماہنامہ "نعت" لاہور

۱۹۸۸ء کے خاص نمبر

- جنوری ـــــــ حمدِ باری تعالیٰ
- فروری ـــــــ نعت کیا ہے
- مارچ ـــــــ مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حصہ اوّل)
- اپریل ـــــــ اردو کے صاحبِ کتاب نعت گو (حصہ اوّل)
- مئی ـــــــ مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حصہ دوم)
- جون ـــــــ اردو کے صاحبِ کتاب نعت گو (حصہ دوم)
- جولائی ـــــــ نعتِ قدسی
- اگست ـــــــ غیر مسلموں کی نعت (حصہ اوّل)
- ستمبر ـــــــ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمبروں کا تعارف (حصہ اوّل)
- اکتوبر ـــــــ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حصہ اول)
- نومبر ـــــــ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حصہ دوم)
- دسمبر ـــــــ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حصہ سوم)

ماہنامہ نعت لاہور کے ۱۹۸۹ء خاص نمبر

جنوری	— لاکھوں سلام (حصہ اول)
فروری	— رسول نمبروں کا تعارف (حصہ دوم)
مارچ	— معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حصہ اول)
اپریل	— معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حصہ دوم)
مئی	— لاکھوں سلام (حصہ دوم)
جون	— غیر مسلموں کی نعت (حصہ دوم)
جولائی	— کلامِ ضیاء (علامہ ضیاء القادری) حصہ اول
اگست	— کلامِ ضیاء (حصہ دوم)
ستمبر	— اردو کے صاحبِ کتاب نعت گو (حصہ سوم)
اکتوبر	— درود و سلام (حصہ اول)
نومبر	— درود و سلام (حصہ دوم)
دسمبر	— درود و سلام (حصہ سوم)

ماہنامہ نعت لاہور ۱۹۹۰ء کے خاص نمبر

- جنوری — حسن رضا بریلوی کی نعت
- فروری — رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمبروں کا تعارف (حصہ سوم)
- مارچ — درود و سلام (حصہ چہارم)
- اپریل — درود و سلام (حصہ پنجم)
- مئی — درود و سلام (حصہ ششم)
- جون — غیر مسلموں کی نعت (حصہ سوم)
- جولائی — اردو کے صاحبِ کتاب نعت گو (حصہ چہارم)
- اگست — وارثیوں کی نعت
- ستمبر — آزاد بیکانیری کی نعت (حصہ اول)
- اکتوبر — میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حصہ چہارم)
- نومبر — درود و سلام (حصہ ہفتم)
- دسمبر — درود و سلام (حصہ ہشتم)

ماہنامہ نعت لاہور

۱۹۹۱ء کے خاص نمبر

جنوری	---- ❁	شہیدانِ ناموس رسالت (اول)
فروری	---- ❁	شہیدانِ ناموس رسالت (دوم)
مارچ	---- ❁	شہیدانِ ناموس رسالت (سوم)
اپریل	---- ❁	شہیدانِ ناموس رسالت (چہارم)
مئی	---- ❁	شہیدانِ ناموس رسالت (پنجم)
جون	---- ❁	غریب سہارنپوری کی نعت
جولائی	---- ❁	نعتیہ مسدّس
اگست	---- ❁	فیضانِ رضا
ستمبر	---- ❁	عربی ادب میں ذکرِ میلاد
اکتوبر	---- ❁	سراپائے سرکار (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)
نومبر	---- ❁	اقبالؒ کی نعت
دسمبر	---- ❁	حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بچپن

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۲۹۱

ماہنامہ نعت لاہور

دُعا بارگاہِ کبریا جل علاؔ میں

میری یہ تجھ سے عرض ہے اے ربِّ کردگار!
توفیق دے مجھے کہ میں تا عرصۂ شمار
مدح و ثنائے مولا کیے رکھوں اختیار
میرا یہی طریق ہو میرا یہی شعار

محشر میں جب فرشتے عمل تولنے لگیں
نعتیں مرے حساب میں خود بولنے لگیں

راجا رشید محمود